



Om

'OM' DELHI

MARCH 1978

Price Rs. 3-00





11.11.1911

11.11.1911

11.11.1911

11.11.1911



# فہرست مضامین

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا چارک  
ماہنامہ

اوم

بازار اجیمیری گیٹ دہلی ۷

بابت ماہ مارچ ۱۹۶۸ء

قیمت فی پرچہ ۳/- روپے  
سالانہ چندہ ۲۸/- روپے  
دی-پی منگوانے پر ۳/- روپے زائد

اسی چندہ میں  
سالنامہ شانتی انک  
بابت جنوری فروری ۱۹۶۸ء  
قیمت ۱۳/- روپیہ بھی دیا جادے گا

غیر مالک سے سالانہ چندہ :-  
بذریعہ بھری ڈاک ۱۰۰/- روپے  
بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰۰/- روپے

چیف ایڈیٹر: گورکھ ناتھ منندہ  
ایڈیٹر: برہما منندہ

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	فارم ۳ رول بی	ایڈیٹر	۲
۲	ضروری نوٹ	منیجر	۳
۳	زہر اور امرت	ایڈیٹر	۴
۴	دھرم بھگت کی کھٹا	ایڈیٹر	۹
۵	میراں	ایڈیٹر	۱۱
۶	کرسی بانی	ایڈیٹر	۱۳
۷	دشنو سہ ستر نام (مسل)	پندت دشنو ناتھ جی شاستری	۱۴
۸	پانچینے و مسل صتم	مہاتما شہنشاہ جی مہاراج	۲۵
۹	بھگتی تتر	پندت نریندر ناتھ جی شرما	۲۶
۱۰	آؤ کب تک میں انتظار کروں	" " " "	۲۹
۱۱	جندیا بت بریم	منشی جے چند جی	۳۰
۱۲	شری رام استھتی	شری منوہر لال ادب رائے	۳۱
۱۳	آدرش جیون	پروفیسر نرمل چند جی	۳۳
۱۴	بچھو یا سانپ کاٹنے کی دوائی	ایک مہاتما	۳۴
۱۵	سب کا بھلا (نظم)	شری ست پال جی بھار دواج	۳۵
۱۶	چھو بھگت اور میاں میر	ایڈیٹر	۳۶
۱۷	فقیری خدا کو پیاری ہے	سوامی رام	۳۹
۱۸	بھگت مہمت داس	ایڈیٹر	۴۰
۱۹	آتم گیان	شری صاحب دت مل جی بی اے ایل ایل	۴۳
۲۰	گیانی کی کہانی	حکیم ریلداس جی منطفر	۴۴
۲۱	زندگی اور خوشی کے خزانے	پروفیسر نرمل چند جی	۴۵

شری برہما منندہ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر مالک نے اعلیٰ پرنٹنگ پریس مکی سوداگراں بلیماراں دلی سے چھپوا کر رسالہ اوم مکان نمبر ۴۶۲ بازار اجیمیری گیٹ دہلی ۷ سے شائع کیا



## فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۲۲	عقیدت -	شری بلجیت سنگھ جی ایم اے پی ای ایس	۴۵
۲۳	گورو گوبند سنگھ جی کا پیغام روحانی	ایضاً	۴۶
۲۴	جسے دیکھ سکے ایک سان	شری ۱۰۸ سوامی شاشوت آنند جی	۴۶
۲۵	کیا پاپ تمہارا پیچھا کر رہا ہے	شری جین لال جی شوق	۴۷
۲۶	قطعات	شری لکشمی چند جی گردوری لے شاہد	۴۸
۲۷	ہمارا چندر گپت	شری سائل شاہ تارا گڑھی	۴۹
۲۸	سچا دلش بھگت	کوی کرشن چندر روی	۵۴
۲۹	ہما بھارت کا شائق ایک	ایڈیٹر	۵۵
۳۰	ایک خط	شری رشی پٹیل	۵۹
۳۱	یہ حیات بے ثبات	ایضاً	۶۰
۳۲	گھائے کا دودھ	شری ایشر داس جی شرما	۶۱
۳۳	سمت کے متعلق نہایت مفید واقفیت	پروفیسر نرمل چندر جی	۶۲
۳۴	سہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں	شری موہن جی نہال	۶۳
۳۵	انگا جبل	شری خاٹمی رام جی پوری	۶۵
۳۶	کہتی ہے میں نعتِ خدا غائبانہ کیا	اوم پری	۶۷

منی آؤر بھیجتے وقت اور خط و کتابت کرتے وقت اپنے خبریاری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں  
جو کہ پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے۔ اگر پتہ والی چٹ میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں اطلاع دیں (مینبر اوم)

## فارم 4 رول بی

### FORM IV RULE B

ماہوار رسالہ اوم دہلی کی ملکیت اور دوسری تفصیل کے متعلق

- ۱۔ مقام اشاعت - دہلی ۲۔ اشاعت کی میعاد - ماہوار ۳۔ پرنسز کا نام - برہانندہ ۴۔ قیمت - بھارتی
- ۵۔ پتہ - معرفت رسالہ اوم - مکان نمبر 4062 اندرون بازار اجیری گیٹ دہلی ۶۔
- ۶۔ پبلشر کا نام - برہانندہ ۷۔ قیمت بھارتی ۸۔ ایڈیٹر کا نام - برہانندہ ۹۔ قیمت - بھارتی
- ۱۰۔ پتہ - معرفت رسالہ اوم مکان نمبر 4063 اندرون بازار اجیری گیٹ دہلی ۱۱۔
- ۱۱۔ ان افراد کا نام اور پتے جو اخبار کے ایک یا شرکت دار یا اشتراک کے حصہ دار ہیں - برہانندہ و امداک
- ۱۲۔ تصدیق - میں برہانندہ پرنٹر، پبلشر ایڈیٹر اور مالک رسالہ اوم دہلی اعلان کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا تفصیل میرے علم و یقین کی مطابق ہے۔

پبلشر کے دستخط - بھگت برہانندہ روز ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء



# ضروری نوٹ

## رسالہ "اوم" کے معزز خریداران توجہ دیں

۱۔ اپنے پتہ والی چٹ کو بغور ملاحظہ فرمادیں اور اگر اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں فوراً مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ غلط پتہ کی وجہ سے پرچہ ڈاک میں گم نہ ہو۔

۲۔ پتہ والی چٹ سے اپنا خریداری نمبر اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کر لیں اور بوقت خط و کتابت یا منی آرڈر بھیجتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں تاکہ آپ کے حکم کی تعمیل فوراً ہو سکے۔

۳۔ منی آرڈر کو پن پر اپنا نام اور گوراپتہ خوش خط لکھیں اور خریداری نمبر بھی ضرور لکھیں۔ اگر خریداری نمبر یاد نہ ہو تو یہ ضرور لکھیں کہ میں پُرانا خریدار ہوں اگر آپ نے خریداری میں تو یہ بھی لکھیں کہ میں نیا خریدار ہوں۔

۴۔ پرچہ نہ ملنے کی شکایت اسی ماہ کی ۱۵ تاریخ کے بعد اور ۲۵ تاریخ کے اندر ضرور کر دیں۔ ہم پرچہ دوبارہ فری بھیج دیں گے۔ دو - دو، تین تین ماہ کے بعد شکایت کرنا اصولاً غلط ہے۔ ہر ایک خریدار کو قواعد کی پابندی لازمی کرنی چاہیئے۔

۵۔ سالانہ "شاننی انگ" جنوری اور فروری ۱۹۷۸ء گویا دو ماہ کا پرچہ تصور کیا گیا ہے۔ ماہ فروری ۱۹۷۸ء کا کوئی پرچہ شائع نہیں ہوا۔ اس لئے اس کے نہ پہنچنے کے متعلق شکایت کرنا بے سود ہے ہم ایسی چھٹیوں کا جواب نہیں دینگے۔ کیونکہ شانی انگ صفحہ ۱ پر ہم اس امر کا اعلان شائع کر چکے ہیں۔

۶۔ منی آرڈر صرف رسالہ اوم دہلی کے نام بھیجا کریں۔ کسی ذاتی نام پر ہرگز نہیں اور چیک بٹام "اوم" دہلی THE "OM" DELHI ہونا چاہیئے۔ دہلی سے باہر کے چیک پر چار روپے نڈائیہ ارسال کریں یا دہلی کے کسی بینک کا ڈرافٹ بھیجیں۔  
۷۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ بھیجنے کی کراہیں۔

مینجر



## شنکسا سادھان

# زہر اور امرت

شنکسا۔ شوجی مہاراج کے گلے میں سانپ لٹکے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اس کی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے۔ سانپ تو ایک نہایت زہریلا اور بھیانک جانور ہے۔ ادھر شوجی مہاراج آسو نوش (سب کاماؤں کو پورن کر نیوالے) پر م شانت اور بزرگوں پر ہم کے پرتیک مانے گئے ہیں۔ نامعلوم اُن کہ سانپ کیوں اس قدر پیارے ہیں۔ اس شنکسا کا اتر رسالہ دوم میں شاخ کو کے کرتار تھ کریں۔ دھنیہ داد

نباہو رام کھربندہ

حوض خاص نئی دہلی ۲۷/۸

اُتر۔ واقعی سانپ اتنا بھیانک جانور ہے کہ اس کو دیکھتے ہی دہشت سے انسان کانپ اٹھتا ہے۔ یہاں تک کہ اندھیرے میں اگر کسی پڑی ہو اور اس میں سانپ کا دم ہو جائے۔ تو انسان ڈر کے مارے بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر غلطی سے سانپ کے اوپر پاؤں آ جاوے۔ اور سانپ دس لے تو موت یقینی ہو جاتی ہے۔ پھر حیرانگی ہے کہ کالے پھیتر سانپوں کو شوجی مہاراج نے اپنے گلے کا ہار بنا رکھا ہے۔ یہ ایک قابلِ غور معاملہ ہے۔

سائنس دہری ہندو سانپ کو دیوتا تصور کرتے ہیں۔ اور کئی جگہ ان کی پوجا ہوتی ہے۔ ہر سال ناگ شٹی منائی جاتی ہے۔ بڑا سہاری میلہ لگتا ہے۔ لوگ ناگوں کو دودھ پلاتے ہیں۔ اور سانپوں کو مارنا گناہ سمجھتے ہیں۔ شیش ناگ کی شیا (بستر) پر عکبران وشنو کشی سہت فراس کرتے ہیں۔ تمام پرتھوی کا بھار شیش ناگ پر ہی ہے۔ جیسا کہ وشنو سہسرام میں لکھا ہے

مہاراج بھرت शिशुनागः पृथिवीं प्रतनुः شیش ناگ کے روپ میں پرتھوی کے بھار کو دھارن کرنے والے۔

سنایا گیا ہے کہ جب تک سانپ کے اوپر پاؤں نہ آ جاوے۔ یہ خود بخود کسی کو نہیں کاٹتا۔ سانپ کو ایک دیوتا مانا گیا ہے۔ دیوتا اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ جس کے اندر دویہ شکتی ہو اور پر اپکار کا مادہ ہو۔ جو دوسروں کے دکھوں کو دور کر کے خود تکلیف اٹھائے۔ سائیس دانوں کا خیال ہے کہ زمین کا تمام زہر سانپ چوس لیتے ہیں۔ اور اس کو اپنی زہر والی قبیلے میں جمع کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو زمین کی تمام پیداوار زہریلی ہو جاوے۔ ہو ایس بھی زہر پھیل جاوے۔ اور تمام جاندار مرتیو کو پراپت ہو جاویں۔ چونکہ سانپ تمام زمین اور ہوا سے زہر کو چوس لیتا ہے اور سب جانداروں کو موت سے بچاتا ہے۔ اس لئے ہندو اس کو دیوتا سمجھتے ہیں۔ اور اس کی پوجا کرتے ہیں۔

۱۹۷۷ء کے ایک اردو روزانہ اخبار میں ایک مضمون چھپا تھا کہ یورپ میں ایک نوجوان ۲۳، ۲۵ سال کی خوبصورت لڑکی زہریلے سے زہریلے سانپوں کو پکڑتی ہے۔ اُن کو پالتی ہے اور ان کا زہر اکٹھا کر کے تجارت کرتی



ہے۔ اور لاکھوں روپیہ کماتی ہے۔ چونکہ زہر کو زہر کا ٹٹا ہے۔ (جیسا کہ ہمارے ہندوستان میں بھی مثل مشہور ہے) اسلئے اُس زہر سے کئی لاعلاج بیماریوں کے لئے ادویات تیار ہوتی ہیں۔ گویا سانپوں کے زہر سے امرت (موت سے بچانے والی اکثر دوائی تیار ہوتی ہے)۔

جیسے فقیر مست مولے ہوتے ہیں۔ اُن کے اندر کبھی قسم کی کوئی خواہش نہیں ہوتی۔ نہ کھانے کی فکر ہے۔ نہ پہننے کی۔ نہ رہائش کے لئے مکان بنانے کی۔ ہر حال میں مست رہتے ہیں۔ ایسے سانپ (اجگر) اپنے لئے کوئی بل تیار نہیں کرتا ہے

اجگر کریں نہ چپ کریں چھچی کریں نہ کام

داس ملوکا یوں کہے سب کے دانا رام

چوہے جو بل تیار کرتے ہیں اُس میں ہی سانپ (اجگر) اپنا گزران کو لیتا ہے۔ اور مست و سجدہ (گویا سادھی) میں پڑا رہتا ہے۔ جیسے ایک سچے فقیر کے لئے قدرت خود ہی اُس کے بھوجن کا انتظام کرتی ہے۔ ایسے ہی جس چوہے کی موت آتی ہے اُس کے اندر قدرت کی طرف سے پریرنا ہوتی ہے۔ اور وہ اُس بل میں داخل ہو جاتا ہے۔ جہاں سانپ پڑا ہو۔ اور وہ چوہا اُس کے منہ میں جا پڑتا ہے۔ گویا سانپ کے اندر صبر و قناعت کا مادہ اس قدر ہے کہ وہ بھوک اور پیاس کو سہن تو کر لیتا ہے۔ لیکن اپنی خوراک کی تلاش میں نہیں نکلتا۔ ہمارے بھارت میں اب بھی ایسے بھاتا اور فقیر ملتے ہیں جو ایک ہی آسن پر جنگلوں اور بیابانوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ لیکن اُن کو وہاں بھی کوئی نہ کوئی دشمن کھانا پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ سوامی رام تیرتھ جی کو برہم لوہری رشی کیش میں خوراک کے علاوہ پتلیوں بھی پہنچ جاتی رہیں۔ وہ جس چیز کا خیال کرتے وہ اُن کو جنگل میں بھی مل جاتی۔ برہم گمانی دھاماست کام اور ست سنگھپ ہوتے ہیں۔ جو سنگھپ اُن کے ہر دے میں اٹھتا ہے۔ قدرت اُس کو فوراً پورا کر دیتی ہے۔ گورو ارجن دیو جی نے اپنی بانی میں سچ فرمایا ہے۔ "برہم گمانی آپ پریشور" بھلا پریشور (قادر) کی ضرورت اور خواہش کو قدرت (پرکرتی) کیسے پورن نہ کرے۔

شرعیہ بھاگت سکندھش ادھیائے آکھوں میں سمندر سے امرت اور زہر دونوں کا پرگٹ ہونا لکھا ہے۔ جب سُر اور اُس ر دیوتا اور راکھشس دونوں نے مل کر سمندر کو مٹھن کر کے امرت نکالنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے مندر اچل پر بت کو متغالی (معافی) بنایا اور ناگ راج واسوکی کو پریرنا کی کو وہ اس پر بت کے ارد گرد لیٹ کر رستی کا کام دیں۔ واسوکی ناگ نے پر اپکار کے خیال سے نیز امرت کا حصہ دار بننے کی شرط رکھ کر اس مٹھن کام میں دیوتاؤں اور راکھشوں کی امداد کی۔

چنانچہ دیوتاؤں نے اُس کی پونچھ پکڑی اور راکھشوں نے اُس کے منہ کی طرف کا حصہ کپڑا۔ اس طرح سمندر کا مٹھن شروع ہوا۔ بھگوان وشنو نے کچھ سے کا اقدار دھارن کر کے مندر اچل پر بت کو اپنی پیٹھ پر اٹھالیا تاکہ وہ سمندر کی تہ تک ہی نہ پہنچ جاوے۔ سمندر مٹھن سے پہلے زہر (ہلاہل) نکلا۔ جس سے سمندر کے سب جیو جینتو گھبرا گئے۔ پر جاہنتوں نے بھگوان شکر کی اُستی کی۔



ہے دیوتاؤں کے آراہیہ دیو جادیو! آپ سب پرانیوں کے آتما اور ان کے جیون داتا ہیں۔ ہم لوگ آپ کی شرٹن آئے ہیں۔ ترلوکی کو جسم کرنے والے اس زہر سے آپ ہماری رکھشا کیجئے۔ سارے جگت کو باندھنے اور مکت کرنے میں ایک ماتر آپ ہی سمرتہ ہیں۔ اس لئے وہیکی پرشس آپ کی ہی آرا دھنا کرتے ہیں کیونکہ آپ شرٹناگت کی پیرا نشک کرنے والے اور جگت گرد ہیں۔ سب دید آپ سے ہی پرگٹ ہوئے ہیں۔ آپ ہی آ۔ او۔ ما۔ م۔ سو۔ آ۔ ان تین اکھشروں والے پرؤ (ادکار) ہیں۔

شری شنکر رچ کہتے ہیں۔ وشو کے جیون داتا عکوان شنکر اس زہر کو پینے کے لئے تیار ہو گئے۔ انہوں نے اس تیز زہر بلابل کو اپنی حقین پر اٹھایا اور بھکشن کر گئے۔ اس سے ان کا گاہ نیلا پڑ گیا۔ مگر وہ تو پر جا کا کلیان کرنے والے عکوان شنکر کے لئے بھوشن روپ ہو گیا۔ پرو پکاری سین اکثر پر جا کا دکھ ٹالنے کے لئے خود دکھ جھیل کرتے ہیں۔ مگر یہ دکھ نہیں ہے۔ یہ تو سب کے بردہ میں براجمان عکوان کی پریم آرا دھنا ہے۔ جس وقت عکوان شنکر زہر پی رہے تھے اس وقت ان کے ہاتھ سے ٹھوڑا سا زہر ٹپک پڑا تھا۔ اسے سانپوں نے گرہن کر لیا تھا۔ تاکہ اس زہر سے دوسرے جو خستہ ہلاک نہ ہو جاویں۔ سانپوں کا یہ اپکار دیکھ کر عکوان بشو نے پریم پوروک ان کو اپنے گلے میں ڈال لیا۔ سچ ہے پر اپکار کرنا ہمارشوں کا ایک بھوشن ہوتا ہے۔

परिष्काराय स्तो विभूत्या ॥

اسی دن سے ہندوؤں نے (جو اس وقت دیویشکتیاں دھارن کرنے کے کارن دیوتا کہلاتے تھے) عکوان بشو کو اپنا اثرل دیوتا تصور کیا۔ اور ان کے ساتھ سانپوں کی بھی پوجا ہونے لگی۔ اس کے بعد سندھ کو پھر منتھن کیا گیا۔ تو اس سے کئی پدارتھ نکلے جن میں امرت بھی تھا۔ آگے کی کتا شرمید بھاگوت میں لڑھیں)

## سرب اور بھو

رشی کیش میں شری گنگا جی کے کنارے پہاڑ کے دامن میں کیلاش آشرم۔ منگل آشرم۔ سوامی شولاند آشرم وغیرہ وغیرہ ہاتھاؤں کے آشرموں میں سرب اور بھو عام ہیں۔ لیکن آج تک کسی ہاتھا کو نہ تو سرب نے کاٹا ہے۔ اور نہ ہی بھو نے۔ کیونکہ وہاں کے ہاتھاؤں میں ان جیودوں کے ساتھ کوئی دیش نہیں۔ اگر وہ بھو کو دیکھتے ہیں تو کپڑے یا چمچے سے پکڑ کر جنگل میں چھڑ آتے ہیں۔ اگر سانپ دیکھتے ہیں تو زمین پر چھڑی کی آواز کر کے کہتے ہیں کہ اے سرب دیوتا راستہ چھوڑ دو۔ اور سرب وہاں سے جنگل کی طرف چلا جاتا ہے۔

تقریباً ۱۵ سال کا عرصہ ہوا۔ منگل آشرم رشی کیش میں شری ۱۰۸ سوامی پری پورنا نند جی مہاراج اور شری ۱۰۸ سوامی سمپورنا نند جی مہاراج کے درشن کے لئے میں پہنچا۔ منگل آشرم کے ساتھ ہی ایک طرف ایگانت میں تین کمرے تھے۔



اُن دنوں ایک کمرہ خالی پڑا تھا۔ میں نے شری سوامی پری پودتانند جی سے پرارتنہ کی کہ وہ مجھے چند دنوں کے لئے اُس خالی کمرے میں رہنے کی اجازت دیں۔ وہ مجھے منگل آشرم کے انچارج جہاتا کے پاس لے گئے۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا کہ گڑبستی لوگوں کو یہاں رہنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ وہ یہاں کے نیموں (قواعد) کی پالنا نہیں کر سکتے۔ سوامی جی نے فرمایا کہ یہ رسالہ اوم کے سمپادک ہیں۔ دیدانت کا ہی پرچار کرتے ہیں۔ ان کی دھرم تپنی کا دیہانت ہوئے کئی سال ہو چکے ہیں اور عرصہ سے یہ برہمچریہ کا پالن کر رہے ہیں۔ ہمارے متر ہیں۔ دہلی میں سنت ہری سنگھ جی کے ست سنگ میں روزانہ جاتے ہیں منگل آشرم کے جو بھی یتیم ہیں۔ اُن کا یہ پالن کرنے میں سمر تھ ہیں۔

جہاتا جی نے فرمایا کہ اچھی بات ہے۔ مندرجہ ذیل یتیم ہیں۔ اگر ان کو سویکار ہوں۔ تو ان کو یہاں رہنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

- ۱۔ ۴۱ دن تک یہاں نو اس کرنا لازمی ہوگا۔
  - ۲۔ اتنا عرصہ سر اور منہ کے بال (جھامت) کٹوانے نہیں ہوں گے۔
  - ۳۔ بھوجن ایک وقت کرنا ہوگا۔ اور وہ اپنے ہاتھ سے تیار کرنا ہوگا۔
  - ۴۔ رشی کیش (شہر) میں اتنے دن جانے کی ممانعت ہوگی۔ اٹا دال وغیرہ کا راشن ۴۱ دن کے لئے خرید کر پہلے ہی رکھ لینا ہوگا۔ صرف دال مونگ چھلکے والی استعمال کرنی ہوگی۔
  - ۵۔ رات کو آشرم سے دودھ بٹے گا۔ جس کی قیمت پیشگی جمع کرنی ہوگی۔
  - ۶۔ آشرم کے دیگر جہاتماؤں کے ساتھ کوئی دنیاوی چرچا (ادارہ لاپ) نہ کرنی ہوگی۔ تقریباً مون دھارن کرنا ہوگا۔ شام کے صت سنگ میں شامل ہونا ہوگا۔
  - ۷۔ کپڑے خود دھونے ہوں گے۔ صابن پہلے ہی خرید کر رکھ لیا جاوے۔
  - ۸۔ ان نیموں کے پالن کرنے کا اقرار کریں۔ پھر یہ ۴۱ دن یہاں نو اس کر سکتے ہیں۔
- میں نے سویکار کر لیا۔ اور مجھے وہاں خالی کمرہ اور چار پانی اور لوری کا آسن۔ انگلیشی اور ایندھن وغیرہ استعمال کرنے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ میں نے یتیم پوروک منگل آشرم میں رہنا شروع کر دیا۔ ایک دن شام سندھیا کے وقت جب میں ست سنگ سے فارغ ہو کر اپنے کمرہ کی طرف آیا۔ تو راستے میں ایک لمبا سانپ پڑا دیکھا۔ چنانچہ ایک جہاتا جو میسے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنی پھڑکی کو زمین پر ٹپک کر آواز کی اور کہا کہ اے سرب دیوتا راستہ چھوڑ دو۔ اسی وقت سانپ وہاں سے جھل کی طرف چلا گیا۔ ایک رات تقریباً دو بجے میں لگھو شنگا (پیشاب) کرنے کے لئے کُلبا سے نیچے اترا۔ اور جب واپس آیا تو ایک لمبا سانپ جس کی لمبائی تقریباً ۵ فٹ ہوگی راستے میں پڑا دیکھا۔ میں اُس کو دیکھ کر ایک طرف ہٹ گیا اور انتظار کرنے لگا۔ کہ ابھی یہ آگے پیچھے ہو اور مجھے کمرہ میں جانے کا موقع ملے۔ لیکن وہ سانپ رسی کی طرح مست پڑا رہا۔ آخر میں نے حوصلہ کر کے جھلانگ لگائی اور اپنے کمرہ میں چلا گیا۔
- جب ۴۰ دن نیم پوروک گزر گئے تو رات تقریباً ۲ بجے ایک بچہ نے کاٹ کھایا۔ آشرم میں اُن دنوں اُن تین کروں میں



بکلی نہیں تھی۔ میں نے لمبپ جھلایا۔ بسترہ کو جھاڑا لیکن کوئی جیو جنتو دکھائی نہ دیا۔ سوال اٹھتا ہے کہ وہاں کے رہنے والے کسی بھی مہاتما کو نہ کبھی کسی بچھونے کاٹا اور نہ ہی سرپ نے تو مجھے یہ سزا کیوں ملی؟

اس کا اثر یہ ہے کہ شریک روگ اور کشت ہمارے اپنے ہی اعمال کا پھل ہیں۔ جب ہم اپنے من اور اندریوں کے ادھین ہو کر قدرتی نیموں کا انگنٹن کرتے ہیں تو ایشور جو کہ قدرت میں سایا ہوا ہے۔ جیسا کہ کسی مہاتما نے فرمایا ہے۔  
 ق۔ قدرت تھیں نہیں جدا قادر قدرت وچ ہی آپ سایا ہے۔

اور گیتا میں بھی بھگوان فرماتے ہیں۔۔ ایشور اسرو مچوتا نام ہرود دیشے ارجن تشیشی

یعنی پر مائتا سب جیو جنتوؤں کے ہرودے میں موجود ہو کر اپنی قدرت سے ان کو پریرنا کرتا ہے۔

گورونانک دیو جی نے اپنی بانی میں کہا ہے۔ جو ہر بھادے سو کرے سوئی، جیہ کرن

دیگر۔۔۔ نیکی کیری (کیروی۔ چینیٹا) میں کل راکھے

پر مائتا نہیں چاہتا کہ اس کا بھگت اور سچا پرپی شاستر وردھ کوئی کرم کرے۔ اور اگلے جنم میں سزا کا منگب بنے  
 اول تو گیان دان ایشور بھگت کا کوئی آئندہ جنم ہی نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا ہے تو کسی گیان دان اور مقبول گھرانے میں  
 ہوتا ہے۔ جہاں سے وہ پر مارتھ میں ترقی کر سکے۔ اسلئے قدرت کی طرف سے یہاں اسی جنم میں اس کو کرموں کی سزا مل  
 جاتی ہے۔ اور تمام کرموں کا حساب کتاب ختم ہو جاتا ہے۔ اور پھر مائتا کی اپنے بھگتوں پر خاص کرپا اور انوگرہ ہوتی  
 ہے۔ سوئی کی جگہ کاٹا اور سرپ کی جگہ اس کو بچھو کاٹ لیتا ہے۔ سرپ کے کاٹنے سے موت یقینی ہوتی ہے۔ اور بچھو کے  
 کاٹنے سے تکلیف تو ہوتی ہے لیکن انسان مرتا نہیں۔ اور قدرت اس کے علاج کا بھی انتظام کر دیتی ہے۔ ایشور کا سچا  
 بھگت ہزاروں بار کرتا ہے۔ اور پھر اٹھتا ہے۔ جیسا کہ مائتا شہنشاہ جی نے فرمایا ہے

ہزاروں باری گرایا ہم کو صنم نے اوپر اٹھا اٹھا کر

تو غم میں روتا ہے کیا جہاں کے خودی میں اپنی تو بن کے نادان

نہیں یہ زیبا ہے کفر تجھ کو، خدا خدا کر، خدا خدا کر

جب کوئی انوشٹھان کیا جاتا ہے۔ تو انجلی میں جل لے کر ایک سنکپ کیا جاتا ہے کہ میں یہ انوشٹھان شروع کر

رہا ہوں۔ میں اس پر درڑھ رہوں گا۔

۴۰۔ دین تک تو میرا بھی نیم قائم رہا۔ لیکن کھانڈنم ہو جانے پر میں نے منگل آئٹرم سے باہر تقریباً دو۔ اڑھائی فرلانگ  
 کے فاصلہ پر ایک دوکان مٹی۔ دال چلائی۔ یہ بھی نیم کا انگنٹن تھا۔ اسلئے قدرت نے بچھو کے روپ میں مجھے چٹیا دنی دی  
 تاکہ آئندہ انوشٹھان بنگ نہ کروں۔ بچھو کے کاٹنے کا مجھے تو یہی کارن معلوم ہوا۔

ایڈیٹر



# دھرو بھگت کی کہتا

شرمید بھاگوت، اسکندھ ۳، آٹھم ادھیائے، صفحہ ۷۴۰

مہاراج سویمبھومنو اور مہارانی شرت روپا کے دو پتر تھے۔ ایک کا نام پریرت اور دوسرے نام اتان یاد تھا۔ اتان یاد کی دو استریاں تھیں، ایک کا نام سنیتی اور دوسری کا نام سورچی تھا۔ راجہ کا سورچی کے ساتھ زیادہ پیار تھا۔ مہارانی سنیتی سے دھرو نامک لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ پانچ برس کا ہوا۔ تو وہ اپنے پتا کی گود میں جا بیٹھا۔ لیکن اُس کی سوتیلی مائے اُس کا ہاتھ پکڑ کر فوراً اٹھا دیا اور کہا۔ ”بچے تو راج سنگھاسن پر بیٹھنے کا ادھیکاری نہیں ہے۔ اگر تجھے راج سنگھاسن کی اچھیا ہے، تو پتیا کر کے پریم پُرش بھری نارائن گی ارادھنا کر اور اُن کی کرپا سے میرے گرجہ میں آکر جنم لے۔“

کرودھ کے مارے دھرو ان کھورو جنوں کو سترک لیے لیے سانس لینے لگا، اور مٹے سے ایک شبد بھی نہ یولا۔ اُس کے دونوں ہونٹھ پھڑک رہے تھے، اور وہ سسک سسک کر رو رہا تھا۔ سنیتی نے بیٹے کو گود میں اٹھا لیا۔ اور اُس کے نینروں میں آنسو بھرائے۔ اُس نے دھرو کو کہا کہ بیٹا سورچی نے جو کچھ کہا ہے، بھیک ہی ہے۔ تو بھگوان کے چن کلوں کی ارادھنا میں لگ جا۔ جنم مرتیو کے چکر سے چھوٹنے کے لئے ممکھشو لوگ بھگوان کی ہی شرن لیتے ہیں۔ وہی سب کے دکھوں کو دور کر سکتے ہیں۔

دھرو اپنے پتا کے نگر سے نکل گیا اور گھوڑنگل میں جا پہنچا۔ وہاں اُس کو ناراجی کے درشن ہوئے۔ انہوں نے دھرو کو کہا، کہ بیٹا! ابھی تو کسن بچہ ہے۔ ہر ایک منش کو اپنے ہی کرموں اور سار دھک، سکھ اور مان ایمان ہوتا ہے۔ اس خیال کو مد نظر رکھتے ہوئے بدھیماں پرشوں کو چاہیے کہ اپنی پراربد پر شا کر رہ کر جیسے بھی حالات ہوں، اُن میں خوش رہے۔

دھرو نے کہا۔ کہ مہاراج! میں اب گھرواپس نہیں جاؤں گا، اور کٹھن تپ کر کے بھگوان کے درشن کروں گا۔ آپ مجھے اُن کے بھیجنے کرنے کا طریقہ اور منتر بتادیں۔ ناراجی نے کہا بیٹا! تیرا کلیان ہو گا۔ تم شری جنتا جی کے تپ پر پریم پوتر مدھو بن کو جلاؤ۔ وہاں شری ہری کا بقیہ کرم سے نورت ہو۔ آسن بچھا کر بیٹھنا۔ پھر رچک، پورک، گنبدک۔ تین پرکار کے پرانا یام سے آہستہ آہستہ پران، من اور اندریوں کے دوشوں کو دور کر کے بھگوان وشنو کا دھیماں کرنا۔ جن کا ساتولا (آسمانی) رنگ ہے۔ سب دیوتاؤں سے زیادہ خواہش ہیں۔ چار ٹھیا شیں ہیں۔ گلے میں بن مالا پیتا مبراوڑھے ہوئے ہیں۔ چرنوں میں سونے کے نویر جیتے ہوئے ہیں۔ اُن کے درشن سے من کو شانتی ملتی ہے۔ راجکمار! اس دھیماں کے ساتھ جس پریم کو بھیہ منتر کا جاپ کرنا چاہیے



وہ بھی مبتلا تھوں۔ اس کا سات رات جب کرنے سے منٹش اکاش میں وچرنے والے سبھتھوں کا درشن کر سکتا ہے۔ وہ منتر یہ ہے۔

اونگ نمو بھگوتے واسودلیوائے ॥ नमो भगवते वासुदेवाय ॥  
کس دیش اور کس کال میں کون وستو اُپیوگی ہے۔ اس کا وچار کر کے بدھیمان پُرش کو اس منتر کے دوارہ طرح طرح کی سانگہریوں سے بھگوان کی پوجا کرنی چاہیے۔ پرتھو کا پوجن وشدھ جل، پُشپ مالا، جنگلی مٹل اور پھل وغیرہ اور تلسی جی سے کرنا چاہیے۔

اگر مبتلا کی مورتی مل سکے تو اُس کی پوجا کرے۔ جنگلی پھل مٹل آدی کا اُہار کرے۔ بھگوان کے اوتار لینے پر جو چیز تر کئے ہیں۔ اُن کا من ہی من میں چنتن کرے۔ پُشپ، پتر، پھل وغیرہ کو مندرجہ بالا دوا دش اکھشر منتر پڑھ کر بھگوان کے اُپن کرے۔

شری ناروجی سے اس پر کا اُپدیش حاصل کر کے دھرو جی نے اُن کو گورو بنا کر پرنام کیا۔ اور اُن کی پرکراما کی۔ اور اُن کے ارشاد مطابق مدھوبن کی یاترا کی۔ اور وہاں پہنچ کر جمنجا جی میں اِشٹان کیا۔ اور بھگوان نارائن کی اُپاسنا شروع کر دی۔ انہوں نے ایک مہینہ صرف جنگلی بیر کھا کر گزارا کیا۔ دوسرے مہینے گھاس اور پتے کھا کر بھگوان کا بھجن کیا۔ تیسرے مہینے صرف جل پی کر بھگوان کی ارادھنا کی۔ چوتھے مہینے انہوں نے شو اُس کو جیت کر بارہ بارہ دن کے بعد کیول دایوپنی کر دھیمان یوگ دوارہ بھگوان کا بھجن کیا۔ پانچویں مہینے پر برھم کا چنتن کرتے ہوئے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ہری کے سروپ کا چنتن کرتے ہوئے جیت کو کسی دُور کی طرف نہ جانے دیا۔

دھرو جی اپنے اندر سے دوا تر تھا پر انوں کو روک کر انتیہ بدھی سے وشو اتما شری ہری کا دھیمان کرنے لگے۔ اس پر کارا اُن کی سمشٹی پران سے ایکتا ہو جانے کے کارن سبھی جیوؤں کا پران اپان والو رگ گیا۔ اس سے تمام لوک اور لوک پالوں (دیوتاؤں) کو بڑی پڑا ہوئی۔ اور وہ سب گھبرا کر شری ہری کی ترن میں گئے، اور اُن کا کشت دُور کرنے کے لئے شری ہری گڑ پر سوار ہو کر مدھوبن پہنچے۔ دھرو جی جس مورتی کا دھیمان من میں کر رہے تھے۔ وہ چھوٹ گیا۔ انہوں نے جیوں ہی نیتز کھولے، تو بھگوان کے اُسی روپ کو باہر اپنے سامنے کھڑے دیکھا اور دُندوت پر نام کی۔ پھر ہاتھ جوڑ کر اُن کی اُستتی کرنا چاہتے تھے لیکن کس پر کار کریں۔ یہ نہیں جانتے تھے۔ انتریا بھی بھگوان نے اپنا شنکھ اُن کے منہ میں چھو دیا۔ جس کے سپرکش ہوتے ہی اُن کو دید مٹی دویہ بانی پر اپت ہو گئی۔ اور جو برھم کی اِھید تا کا بھی گیان ہو گیا۔ اور انہوں نے شری ہری کی وید منتروں دوارہ اُستتی کی۔ بھگوان نے پرست ہو کر ڈر دیا۔

جس تیو نے اوناشی لوک کو آج تک کسی نے براپت نہیں کیا جس کے چاروں طرف گرہ، نکھشر اور تارا کن چکر کاٹتے ہیں۔ کلپ کے ختم ہونے پر بھی جو قائم رہتا ہے۔ تارا کن کے بہت، دھرم، اگنی، شیبہ اور شکر اور نکھشر



سیت ریشی جس کی پرکشا کرتے ہیں۔ وہ دھرو لوک میں تھے دیتا ہوں۔ یہاں بھی جب تیرے پتا بچے راج سنگھ سن دیں گے، اور خود تپسیا کے لئے بن کو چلے جاویں گے، تب تو پھتیس ہزار ورش تک دھرم پور وک پر بھوی کا پالن کرے گا۔ تیری اندریوں کی شکتی قائم رہے گی۔ اس کے بعد سب کے پوجنہ سیت ریشیوں سے بھی میرے بچ دھام کو جائے گا۔ جہاں پہنچ کر پھر سنسار میں واپس آنا نہیں ہوتا۔ بالک دھرو اس کے بعد اپنے نگر کو لوٹ گئے۔ پتانے اپنا راج اُن کو دے دیا اور خود تپسیا کے لئے بن کو چلے گئے۔

## میرا آل

### میرے تو گر دھر گو پال دوسرا نہ کوئی

پریم بھگتی کی جس بلند فہما میں بھگتی میراں بائی نے پروا نہ کیا ہے۔ اس کی مثالیں کیا ہیں۔ آپ کا جنم مہارانا رتن سنگھ رائے جو دھ پور کے ہاں سمیت ۱۵۶۰ میں ہوا۔ اس وقت مہاتما رید اس جی کی مہانتا اور کیرتی کی گونج بھارت ورش میں پھیل رہی تھی، اور بڑے بڑے راجہ مہاراجہ ان سے بھگتی یوگ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ مہارانی جھانی چٹوڑ کی رانی بھی ان کے شیشوں میں سے تھی۔

جو دھ پور اور چٹوڑ کی آپس میں رشتہ داریاں تھیں۔ اس سلسلہ میں مہارانی جھانی کو ایک بار چٹوڑ سے جو دھ پور آنے کا اتفاق ہوا۔ اور وہ شاہی محل میں ٹھہریں۔ مہارانی جھانی کے پوجا پاٹھ اور بھگت پریم کا میراں بائی پر خاص اثر پڑا۔ گوان دونوں میراں بائی کی عمر کچھ بہت زیادہ نہ تھی۔ لیکن وہ مہارانی جھانی کے رنگ سے اتنی زیادہ متاثر ہوئی، کہ ساری سدھ بدھ و سرگشی۔ اور دل میں پرمانما کی بھگتی اور پریم کی ترنگ اٹھنے لگی۔ اور آخر مہارانی جھانی کی وساطت سے وہ مہاتما رید اس کے روحانی دربار سے فیض حاصل کرنے کے لئے سائل بنی اور اپنا اثر سندرشنام بھگوان کرشن کو بنایا۔

مہارانا رتن سنگھ کو میراں بائی کی یہ روش نہ صرف ناپسند ہی آئی، بلکہ اُسے سخت تشویش پیدا ہوئی، اور اس نے اپنی عزت بچانے کی خاطر سمیت ۱۵۷۲ میں کنور بھوجراج سے میراں بائی کی شادی کر دی۔

لیکن وہاں تو دیوانگی اور سی بھتی، بسطی علاج وہاں کیا کارگر ہو سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میراں بائی کا جو بھگت پریم پہلے اپنے گھر میں چپکے چپکے نشوونما پا رہا تھا۔ وہ شادی ہونے پر کھلے ہوئے پھول کی خوشبو کی طرح چاروں اطراف میں پھیل اٹھا۔ اور میراں بائی نے صاف الفاظ میں اپنے ستی کو کہہ دیا کہ مہاراج! میرا ستی تو



اور ہے۔ میں تو گرد دھڑکوپال کی داسی ہوں، میں تو اُس ساؤرے کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوئی ہوں۔ آپ بھی اُسی کے پریمی بن کر جیون کا آئندہ لیجئے۔

اس سے اُس کے بچے کو اور بھی سخت رنج ہوا، اور اُس نے اپنے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی بن آئے میراں بائی کی جان کا ہی خاتمہ کر دیا جاوے۔ اس کے لئے تجاویز ہونے لگیں۔ ایک تجویز طے پائی کہ میراں بائی کے کھانا پر کوئی نہ ہر بلا سانپ چھوڑ دیا جائے تاکہ یہ چار پائی پر پڑی پڑی ہی ختم ہو جاوے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مگر میراں نے سانپ میں بھی اپنے ساؤرے کا شیانم رنگ دیکھنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سانپ بے سکت ہو گیا اور رانا کی یہ تجویز ناکامیاب ہوئی۔ اس کے بعد رانا نے زہر کا پیالہ میراں بائی کو ارسال کیا۔ اور کہلا بھیجا کہ یہ سادھوؤں کا جہر نامرت ہے۔ گو میراں سمجھ گئی، کہ اس پیالے میں زہر ہے، مگر اُس نے اپنے اشت گرو دھڑکوپال کا دھیان کرتے ہوئے اس پیالہ کو بھی غٹ غٹ چڑھا لیا، اور اُسے کچھ نہ ہوا۔

اس طرح کی کئی گھٹنائیں پہاڑانا اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے عمل میں آئیں۔ لیکن سب بے سود ثابت ہوئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گوسوامی تلسی داس جی سے بھی پرانا تھی معاملہ میں میراں جی کو خط و کتابت کا موقعہ ملا۔ اور گوسوامی جی نے آپ کی بائی سے خوب آند لیا۔

## بانکے بہاری

گوکل کی ہر شام و سحر ہوش رہا ہے  
مرلی کی مدھرنے کا اثر ہوش رہا ہے  
کھینچے ہوئے جگر تیری ہنگاموں کا یہ جادو  
موہن تیرا اندازِ نظر ہوش رہا ہے

مجھے بھی اپنا دیوانہ بنا دیتے تو کیا ہوتا!  
مجھے بھی اب جھلک اپنی دکھا دیتے تو کیا ہوتا  
سنے ہیں میں نے میراں سود اور ترخان کے نغمے  
میرے دل میں بھی وہ چوٹی جگہ دیتے تو کیا ہوتا

وہ شاہوں کا شہنشاہ اور کل دنیا کا والی ہے  
اُداس موہنے والی ہیں صورت بھولی بھالی ہے  
کنول کہنے کو تو لاکھوں ہیں اپنے دیوتا لیکن  
میرے بانکے بہاری کی مگر شو بھارتالی ہے

بشری کنول نور پوری



# کر میتی بائی

سب جن بل ہری نام دھیاؤ  
بیت گئی پر دھیان نہ لاؤ

جن کا من اس تند نندن شیاں مدن موہن کی مادھوری تھی پر موہت ہو جاتا ہے۔ اُسے جگت کے سارے روپ جگت کے سارے کچھ پھیکے معلوم ہونے لگتے ہیں، اُن میں بھی سنسار کا جو کچھ اُس پر تم سے الگ کرانے والا ہوتا ہے۔ وہ تو دشنے و ت ہی پر تیت ہوتا ہے۔ سنسار کے دشنے پر تیت ہو کر رہیں۔ پیارے شیاں کی پوجا ساگری ہو کر رہیں، تو اوشیہ رہیں، اُن کے رہنے میں پریم کچھ ہے۔ کیونکہ اُن سے پریم کے پد کملوں کی پوجا سمپن ہوتی ہے۔ پر تو جو دشنیہ پریم کے پیام میں بادھاک ہوں، اُن کا تو نہ رہنا ہی اچھا ہے۔ اسی سے بھگت گن یا تو سارے سنسار کو بھگت پوجا کی ساگری کے روپ میں دیکھتے ہیں یا اُسے ورو دھی اُلو بھوکر اُس کا سرو تھا تیاگ کر دیتے ہیں۔ دشنیوں کی آسکتی کا پر تیاگ تو دونوں کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ کہیں دشنے رہتے بھی ہیں، تو وہ بھوگ ساگری کے روپ میں نہیں رہتے۔ بھگت جب سوئم اپنے آپ کو پر بھو کے چرنوں میں سمرن کر دیتا ہے۔ تب اُس کی اپنی کوئی بھوگیہ دستورہ ہی کہاں جاتی ہے؟ وہ بھی پیارے کا اور اُس کی ساری چیزیں بھی پیارے کی۔

اوشیہ ہی جو چیز پیارے کی بن کر رہنا نہیں چاہتی یا جس کے کارن پیارے کی پر تیاگ سمرن کرنے میں بادھا ہوتی ہے، دستورہ تھا چھوڑ دینے کو گیہ سمجھی جاتی ہے۔ ہماری کر میتی بائی نے بھی یہی سمجھ کر پتا اور گرہ کو تیاگ کر بند این کی مہا یا تراکی تھی۔

جے پور کے انترگت کھنڈ پلا ناسک ایک تھان ہے، وہاں سیکھاوت سردار راجہ کرتے تھے۔ پنڈت پرشورام جی کھنڈ پلا راجہ کے محل پر موہت تھے۔ کر میتی بائی اتنی بھائی شالی پر شوق رام جی کی سنگن و تی پتری تھی۔ پورو سنسار وٹل لڑکپن سے ہی کر میتی کا من شیاں سندر میں لگا ہوا تھا۔ وہ ہر سمیہ شری کرشن کے نام کا جاپ کیا کرتی اور ایاکانت تھل میں شری کرشن کا دھیان کرتی ہوئی "ہانا تھ" "ہانا تھ" "پکارا کرتی۔ دھیان میں اُس کے نیتروں سے آنسوؤں کی دھارا بہنے لگتی۔ شریہ پر پلکا ولی چھا جاتی۔ پریم آدیش میں کبھی سنستی، کبھی روتی اور کبھی مری آواز سے کیر تن کرنے لگتی۔

ننھی سی بالکا سرل بھگوت پریم دیکھ کر گھر کے اور اُس پاس کے بھی لوگ پرسن ہوتے۔ جوتے ہوتے کر میتی کی عمر واد کے لوگیہ ہو گئی۔ ماتا پتا سیوگیہ و رکی کھوج کرنے لگے۔ پر تو کر میتی بائی کو واد کی چرچا نہیں



سُہاگتی۔ وہ تجاوش ماتا پتا ..... کے سامنے کچھ بولتی تو نہیں، پرنٹو وشیوں کی باتیں اُسے وشیہ کے سمان پر تیت ہوتیں۔ اچھا نہ ہونے پر بھی پتا کی اچھا سے اس کا وواہ ہو گیا۔ پرنٹو، وہ تو اپنے آپ کو وواہ سے بیشتر ہی نہیں بلکہ پورہ جنم میں ہی بھگوان کے ارپن کر چکی تھی۔ بھگوان کی دست پر کسی دوسرے کا ادھیکا ہونا وہ کیسے سہن کر سکتی تھی۔ وہ تو اس سنسار کے پرے و دیہ پریم راجیہ کے آدھیشور تیتہ نوین چہ کار۔ سوندر یہ کی راشی شیا م دن سچا اند کو دن کر دن رات اُنہی کا چنتن کیا کرتی تھی۔ کچھ دن تو یوں ہی گزرے۔ پرنٹو ایک دن سُمرال والے اُسے لیٹے آگئے۔ اُسے پتہ لگا۔ کہ وہ جس گھر میں بیاہی گئی ہے۔ وہاں کے لوگ بھگوان کو نہیں مانتے، وہ ویشنوؤں اور سنسوں کے ورودھی ہیں، وہاں اُسے اپنے پیارے گھاکر جی کی سیوا کا بھی اور سہ نہیں ملے گا، اور اپنے شریر، من کو بھی وشیہ سیوا میں لگانا پڑے گا۔ یہ سب سوچ وچار کر وہ دیا کل جو اٹھی۔ من ہی من میں بھگوان کا سمرن کر رونے لگی۔ اُس نے کہا نا تھا! اس مُصیبت سے تم ہی بچاؤ۔ کیا یہ تمہاری داسی آج زبردستی وشیوں کی داسی بنائی جاوے گی؟ کیا تم اسے ایسا کوئی اُپائے نہیں جتاؤ گے؟ جس سے یہ تمہارے دھام میں پہنچ کر وہاں کی پوتر دھولی کو اپنے مستک پر دھارن کر سکے۔

گھر میں ماتا پتا بیٹی کو سُمرال بھیجنے کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں۔ ادھر کر میتی دوسری ہی دھن میں مست ہے۔ رات کو تنگ کر سب سو گئے۔ پرنٹو کر میتی تو بھگوان سے پرہارتھنا کر رہی ہے۔ اکسمات اُس کے من میں پھرن ہوئی کہ جگت کے اس وشیہ و اسنا میں جو وشیہ کو سدا کے لئے پیارے بھگوان سے دُکھ کر دیتی ہے، لین رہنا سرو تھا نور کھتا ہے۔ اس لئے کچھ بھی ہو۔ وشیوں کا تیاگ ہی میرے لئے سرو تھا اچھا ہے۔ ایسا وچار کر آدمی رات کے سہ اندھکار اور ستائے کو چیرتی ہوئی کر میتی زربھے چپت سے اکیلی ہی گھر سے نکلی گئی، جو اُس پران پیارے کے ایسے متوالے ہو کر نکلتے ہیں۔ اُنہیں کسی کا بھی نہیں ہوتا۔ آج سے پہلے کر میتی کبھی بھی گھر سے اکیلی نہیں نکلی تھی۔ پرنٹو آج آدمی رات کے بھینکر سمیہ میں وہ زربھے ہو کر دوڑ رہی ہے۔ کوئی ساتھ نہیں ہے۔ ساتھ ہیں بھگوتوں کے چہ سکھا سچا اند بھگوان شیا م سندر، جن کا ایک ہی کام شزناگت اشرت بھگوتوں کے ساتھ رہ کر اُن کی رکھشا کرنا ہے۔ بھگوت پریم میں متوالی کر میتی اندھکار کو بھیدن کرتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ رات بھر میں کتنی دُور نکل گئی، کچھ پتہ نہیں۔ پراتہ کال ہو گیا۔ لیکن وہ تو نیند بھوک کو بھلا کر اسی پر کار دوڑی جا رہی ہے۔

ادھر سویرا ہوتے ہی کر میتی کی ماتا نے اپنی بیٹی کو گھر میں نہیں پایا۔ توروٹی ہوئی اپنے پتی پر شورام کے پاس جا کر اُس کو یہ دُکھ بھرا سما چارٹنایا۔ پر شورام جی کو بڑا دُکھ ہوا۔ ایک تو پتری کا ستیہ اور دوسرے لوگ بند اکا ڈر۔ اگرچہ وہ جانتا تھا کہ میری بیٹی وشیہ ویراگ اور بھگوت افوراک کے کارن ہی کہیں چل گئی ہے۔ تنھائی گاؤں کے لوگ نہ معلوم کیا کیا کہیں گے۔ میری ستیہ وتی پتری پر دُور تھ کانک لگے گا۔ ان وچاروں سے وہ بہت دُکھی ہو کر اپنے بھجان راجہ کے پاس گیا۔ راجہ نے پردہت کے دُکھ میں



سہانو جھوٹی پرکٹ کرتے ہوئے چاروں اور سوار دوڑائے۔ دو گھوڑ سوار اس راستے بھی گئے جس راستے سے کریمیتی جا رہی تھی۔ دور سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی۔ تب کریمیتی کو سندھیر ہوا کہ ہونہ ہو سوار میرے ہی پیچھے آ رہے ہیں۔ پرنتو وہ چھپتی کہاں؟ نہ کسی پہاڑ کی کندرا اور نہ کسی برکش کا ہی کوئی نام و نشان تھا۔ ریگستان کا ہی کھلا میدان تھا۔ پاس ہی ایک مرا ہوا اونٹ نظر پڑا۔ گدھوں اور کوؤں نے اس کے پیٹ کو پھاڑ کر ماتس نکال لیا تھا، اور پیٹ ایک کھوہ کی طرح بن گیا تھا۔ کریمیتی جھٹ اسی سڑی درگندھ سے پورن اونٹ کی کنکال میں جا چھپی، اور سواروں نے اس طرت دیکھا ہی نہیں۔ زیادہ بدبو کے مارے وہ تو وہاں ٹھہر ہی نہ سکے۔ کریمیتی کے لئے تو ویشیوں کی درگندھ اتنی ناقابل برداشت ہو گئی تھی کہ اس نے اس درگندھ سے بچنے کے لئے اس بدبو کو بہت اچھا سمجھا۔ پریم پاگلنی بھگت بالکا کے لئے بھگوت کرپا سے درگندھ جہاں گندھ کے روپ میں ہی بدل گئی جس کی کرپا سے اگنی شیتل اور زہر امرت بن گیا تھا۔ اس کی کرپا سے درگندھ کا گندھ بن جانا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ تین دن تک کریمیتی اونٹ کے پیٹ میں پیارے شیاام کے دھیان میں پڑی رہی۔ چوتھے دن وہاں سے نکلی۔ تھوڑی دور آگے جاتے پر سا تھل مل گیا۔ کریمیتی نے پہلے ہر دو اہنچ کر بھاگ کر تھی میں سنان کیا۔ پھر چلتے چلتے وہ سانورے کی لیلہ بھومی برندا بن میں جا پہنچی۔ اس زمانے میں برندا بن کیول سچے ویراگی ویشنو سادھوؤں کا ہی کیندر تھا۔ وہاں چاروں اور کے متوالے بھگوت پریمیوں کا ہی جگمگٹ رہتا تھا۔ اسی لئے وہ پریم پوتر تھا، اور اسی لئے بھگتوں کی درشتی اس کی اور لگی رہتی تھی۔

برندا بن پہنچ کر کریمیتی مانو آند ساگر میں ڈوب گئی، وہ جنگل میں برہم گنڈ پر رہنے لگی۔ پریم سندھو کی مرید اڈوٹ جاتے سے اس کا جیون ننتیہ ایاد برہم دھارا میں بہنے لگا۔ ادھر پرشورام کو جب کہیں پتہ نہ لگا۔ تو وہ دھونڈتے دھونڈتے برندا بن پہنچا۔ برندا بن میں بھی کریمیتی کا پتہ کیسے لگتا۔ جگت کے سامنے اپنی بھگتی کا سوانگ دکھانے والی وہ کوئی نامی گرامی بھگت تو تھی ہی نہیں۔ وہ تو اپنے پرہم کے پریم میں ڈوبی ہوئی ایک جنگل میں پڑی رہتی تھی۔ ایک دن پرشورام نے برکش پر چڑھ کر دیکھا، تو برہم گنڈ پر ایک دیراگنی دکھائی دی۔ وہ فوراً اتر کر دوڑا دوڑا وہاں گیا۔ جاکر دیکھتا ہے کہ کریمیتی سادھو ویش میں پر بھوکا دھیان لگائے بیٹھی ہے۔ اس کے منہ پر بھجن کا بزل شیتل تیج چھٹک رہا ہے۔ آنکھوں سے پریم کے آنسوؤں کی دھارا بہہ رہی ہے۔ پرشورام پتری کی یہ دشا دیکھ کر جہاں ہرش میں ڈوب گیا۔ وہ اپنے کو ایسی بھگتی متی دیکھ کا پتا سمجھ کر دھنیہ مان رہا تھا۔

پرشورام کو وہاں بیٹھے کئی گھنٹے ہو گئے، پر کریمیتی نہیں جاگی۔ آخر پرشورام نے اسے ہلا کر پوش کرایا اور بہت وشنے کے ساتھ گھر چل کر بھجن کرنے کو کہا۔

کریمیتی نے کہا۔ ”پتا جی! یہاں آکر کون واپس کیا ہے۔ پھر میں تو اس پریم نے کے پریم ساگر میں ڈوب کر



اپنے کو کھو چکی ہوں، جیتی ہوئی مریچی ہوں۔ یہ مردہ اب یہاں سے کیسے اُٹھے؟ آپ گھر جا کر میری ماما سہت شری کرشن بھگوان کا بھجن کرو۔ اُس کے سمان شکھ کا ساج تر لو کی میں کہیں دوسرا نہیں ہے۔

بھگوان کے گن گاتے گاتے کر میتی مودھت ہو گئی۔ براہمن پرشو رام نے اپنے سنساری جیون کو دھکار دیتے ہوئے اُسے جگایا اور شری کرشن بھجن کی پرتگیا کر کے پریم میں روتا ہوا وہاں سے گھر لوٹا۔ گھر پہنچ کر اُس نے اپنی استری کو پتیری کا سما چار سنا کر کہا: کہ برہمنی! تو دھنیہ ہے جو تیرے پیٹ سے ایسی سنٹان پیدا ہوئی۔ آج ہمارا گل پوتر اور دھنیہ ہو گیا۔

راجہ نے جب یہ سما چار سنا تو وہ بھی کر میتی کے درشن کے لئے برندا بن چل دیا، اور برندا بن پہنچ کر کر میتی بڑی ہی پریم مٹی اور ستھ میں دیکھی اور راجہ کا مستک بھگتی بھاو سے اُس کے چرنوں میں آپ ہی جھک گیا۔ راجہ نے اُس سے گٹیا بنا دینے کے لئے بڑی پرارٹھنا کی۔ پرتو کر میتی انکار کرتی رہی۔ اُنت میں راجہ کے بہت ہی اصرار کرنے پر کر میتی کو گٹیا بنا دی گئی۔

## ہاتماؤں کے بجن

شری ناکول مل جی اگر اوال

من رُدی سمنند میں ہزاروں طرح کی لہریں اُٹھتی ہیں۔ جن میں ہزاروں آدمی ڈوب جاتے ہیں۔ مگر جن کے دل میں سچا گیان ہے اور پرما تما پر پورا بھروسہ ہے۔ وہ ہی ان جذبات اور محسوسات کی لہروں سے بچتے ہیں۔

پکا ہوا پھل جب درخت سے ٹوٹ کر نیچے گر پڑتا ہے، تو پھر دوبارہ شاخ پر نہیں لگتا۔ اسی طرح انسانی جامہ یار بار نہ ملے گا۔ جلدی جاگو۔

موت کو یاد رکھو، مار ڈو مت، جو اکیانی بیدل، بُز دل اور گناہ گار ہوتے ہیں۔ وہی لوگ موت سے ڈرتے ہیں، اور ہر وقت خوفزدہ رہتے ہیں۔

خود ضبطی کی عادت ڈالو۔ خود ضبط انسان کے واسطے جنگل میں ہی منگل ہے۔ جس نے اپنے دل کو قابو نہیں کیا۔ اس کے واسطے جنگل اور آبادی دونوں برابر ہیں۔

اگر تم طاقت ور نہیں، عقلمند نہیں، دولت مند نہیں، تو کچھ پرواہ نہ کرو۔ تمہارے اندر جو خرابیاں ہیں اُن کو تم دور کرو، اور پرما تما پر پورا بھروسہ رکھو۔ ہمت نہ ہارو۔

آرام کی ضرورت ہے تو دیوی خوشیوں کی تمنا ترک کر دو۔ آرام کی خواہش میں تکلیف ہے۔ جن کو خواہش آرام نہیں۔ وہ تکلیف کو محسوس بھی نہیں کرتے۔

خواہشات ترک ہیں۔ جن میں گونا گوں تکلیف کا ہجوم ہے۔ خواہشات چھوڑ دو، اور بہشت کا حقیقی لطف اٹھاؤ۔



وشتو سہسرت نام مسلسل  
سلسلہ کیلئے دیکھیں  
شانتی ایک شنتی  
صفحہ ۲۶۵ تا ۲۹۲

विश्वमूर्ति महामूर्ति दीपत मूर्तिरमूर्ति मान् ॥  
अनेक मूर्तिरयत्कः शतमूर्तिः शताननः ॥ ६० ॥

از قلم  
نیلوت  
دشوارا تھپا  
ناستری

وشتو مورتی ہا مورتی دپت مورتی مورتی مان  
انیک مورتی ویکتہ شت مورتی ۵۰ شتانیہ ۱۰۰

- ۷۱۷۔ وشتو مورتی ۱۰۔ سرو سروپ یعنی سنسار ہی جن کی مورتی ہے۔ (۷۱۸) ہا مورتی ۵۰۔ بڑی مورتی والے۔  
۷۱۹۔ دپیت مورتی۔ گیان روپ یا تیج روپ سے مورتی جن کی۔  
۷۲۰۔ مورتی مان ۱۔ جن کی مورتی کرم انوسار چل کے روپ میں نہیں ہے۔  
۷۲۱۔ انیک مورتی ۱۰۰۔ آپکار کے لئے جن کی انیک مورتیاں ہیں۔  
۷۲۲۔ اویکتہ ۱۔ اپرکٹ۔ ابرویشیہ = یعنی جن کی بابت یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ایسا ہے۔  
۷۲۳۔ شت مورتی ۵۰۔ سینکڑوں مورتیوں والے۔  
۷۲۴۔ شتانیہ ۱۰۔ وشتو مورتی ہونے سے سینکڑوں مکھوں والے۔ (شلوک ۹۰)  
پرار تھنا۔ انیک مورتی ۱۰۔ دھنیہ پر تھو! آپ کی جہا کو کون بیان کر سکتا ہے۔ واہ! ایک طرف تو آپ  
امورت (تراکار) کہلاتے ہیں۔ دوسری طرف انیک مورتی ہو۔ سمجھی کچھ ہو اور پھر کچھ بھی نہیں۔ دھنیہ

एको नैकः सवः कः किं यत्तत्पदमनुत्तमम् ।

लोक बन्धुर्लोकनाथो माधवो भक्तवत्सलः ॥ ६१ ॥

ایکونیتی کہ : سوہ : کہ : کم بیت تت پدم نت مم  
لوک بندھر لوک ناٹھو مادھو بھگت ولسلہ

- ۷۲۵۔ ایکہ ۱۔ ایک۔ کیول = ادوتیہ = واحد (۷۲۶) نیٹی کہ ۱۰۔ ایسا سے بھگت روپ ہونے کے کارن انیک روپ  
۷۲۷۔ سوہ ۱۰۔ سوم پان جن یگیہ میں ہوتا ہے۔ تت سروپ  
۷۲۸۔ کہ ۱۔ مکھ سروپ۔ اٹھو ابراہاروپ (۷۲۹) کم ۱۰۔ دھار وشتے برہم (۷۳۰) بیت ۱۰۔ سوتہ بیدہ برہم  
۷۳۱۔ تت ۱۰۔ برہم (۷۳۲) پدم نت مم ۱۰۔ آتم = شری شٹھ پد = پانے والا استھان = منزل مقصود۔  
۷۳۲۔ لوک بندھوہ ۱۰۔ سب کے ہیشی (سرو بندھو) (۷۳۳) لوک ناٹھ ۱۰۔ سب لوگوں کے مالک  
۷۳۵۔ مادھوہ ۱۰۔ مدھوکل میں پیدا ہونے والے (۷۳۶) بھگت ولسلہ ۱۰۔ بھگتوں میں پریم رکھنے والے (شلوک ۹۱)  
پرار تھنا۔ بھگت ولسلہ ۱۰۔ ہے ناٹھ! اچھے بھگت ولسل بنے۔ پھر تو بھگت جو چاہے کر دائے  
سار تھی بنائے۔ چاہے سائیس۔ دوت بنائے یا پوجیہ۔ (پانڈوں کے سار تھی بھی بنے۔  
سائیس بھی۔ دوت بھی اور پوجیہ بھی بنے)



सुवर्ण वर्णो हेमाङ्गो वराङ्गश्चन्द्रनाभ-दी ।  
वीरहा विषमः शून्यो धृताङ्गीरचलश्चलः ॥ ६२ ॥

سورن ورنو ۛ مانگو وارنگش چند نانگدی

ویرہا ویشمہ : شونو دھرتا شیر چلش چلہ : ۹۲۔

۶۲۔ سورن ورنہ :- سنہری رنگ والے (۶۳۸) ہمانگو :- سنہری انگوں والے (۶۳۹) درانگو :- سرشت انگوں والے ۔

۶۴۰۔ چند نانگدی :- چندن لگا ہوا بازو بند پہنے ہوئے (۶۴۱) ویرہا :- دھرم کی رکشا کے لئے ویروں کو نشٹ کرنے والے ۔

۶۴۱۔ ویشمہ :- جن کے سامن کوئی نہیں ہے (۶۴۳) شونو :- سب گنوں سے پرے ورتان

۶۴۲۔ دھرتا ششی :- فیرن کام ہونے سے نر لیمہ (۶۴۵) اچلہ :- اپنے سروپ سے یاسام تھیہ سے کبھی وحلت نہ ہونہوا

۶۴۳۔ چلہ :- والو روپ ہونے سے چل - چنچل (شلوک ۹۲)

پیرارکتھا :- بھگون ! من ہی چھلت کا بھیکدار ہے ۔ اسے آپ اپنے پاس ہی کیوں نہیں

بھلا لیتے ۔ پھر میری بھی چھلتا دور ہو جائے گی ۔ اور وکشیپ نشٹ ہو جائے گا ۔

अमारी मानदो मान्यो लोक स्वामी त्रिलोकधृक् ।

सुमेधा मेघजो धन्यः सत्यमेधा धराधरः ॥ ६३ ॥

امانی مان دو مانینو لوک سوامی ترلوک دھرک

سمیدھا میدھ جو دھنیہ : ستیہ میدھا دھرا دھره : ۹۳۔

۶۴۶۔ امانی :- (انام وستوین) آتم ابھیمان رہت ۔ اتھا مان رہت ۔ شدھ گیان سروپ ۔ اتھا لا محدود (سیار رہت)

۶۴۸۔ مان دہ :- دشٹوں کا مان توڑنے والے

۶۴۹۔ مانیہ :- سب کے ماننیہ ۵۰۔ لوک سوامی :- چودہ لوگوں کے مالک

۵۱۔ ترلوک دھرک :- تینوں لوگوں کو دھارن کرنے والے

۵۲۔ سمیدھا :- اوتھ بھی والے

۵۳۔ میدھ جو :- بگیہ میں پرگٹ ہونے والے

۵۴۔ دھنیہ :- کر تار تھ ۵۵۔ ستیہ میدھا :- سچی بھی والے

۵۶۔ دھرا دھره :- پرتھوی کو دھارن کرنے والے (شلوک ۹۳)

پیرارکتھا :- امانی :- پر بھو ! میرے دھرتا (فضل) مان کو ہر دے سے نکال دے ۔

تب انتہ کرن شدھ ہو کہ آپ کی بھگتی کے قابل بن سکے گا ۔



तेजो बृषो घृतिधरः सर्वशस्त्र भृतो वरः ।  
प्रग्रहो निग्रहो व्यग्रो नैकशृङ्गो गदायुजः ॥ ६४ ॥

- نیچو ویشو دیتی دھرہ : سر و شستر بھرتام درہ :  
پرگرہ ہو نگرہ ہو دیگرہ نینک شرنگو گدا گرہ : ۹۲-  
۶۵- نیچو ویشو : سورج روپ سے ورثا کر نیوالے (۷۵۸) دیتی دھرہ : کانتی کو دھارن کرنے والے  
۶۵۹- سر و شستر بھرتام درہ : سبھی شستر دھاریوں میں شریٹھ  
۶۶۰- پرگرہ : بھگتوں سے اپن کئے ہوئے پتر پھول وغیرہ کو گہن کرنے والے - اتھوا ویشو روپی گھوڑوں  
کو روکنے والے رشم روپ  
۶۶۱- نگرہ : سب کو قابو میں رکھنے والے  
۶۶۲- دیگرہ : وناش رحمت اتھوا بھگتوں کو اثٹ پھل دینے کے لئے شیکھر کاری (جلدی کر نیوالے - ویرن کر نیوالے)  
۶۶۳- نینک شرننگہ : نینک سینگوں والے ہل روپ (چتواری شرننگا تہرلو اسید پادا.....) اتی یجروید  
۶۶۴- گدا گرہ : نگرہ سے ساکشات پرگٹ ہونے والے اتھوا گدا کے بڑے بھائی (شری کرشن)  
(شلوک ۹۵)

चतुर्मूर्तिश्चतुर्बाहुश्चतुर्व्यूहश्चतुर्गतिः ।  
चतुरात्मा चतुर्भावश्चतुर्वेद विदेकपात् ॥ ६५ ॥

- چتر مورتیش چتر باہوش چتر دیوہ شس چتر گتی :  
چتر اتما چتر بھادش چتر وید ویک پات : ۹۵-  
۶۵- چتر مورتی : ۱- سوتر آتما - ادیا کرت - تریا - یہ چار جن کی مورتیاں ہیں - اتھوا سفید - لال - پیلی - کالی  
یہ چار پرکار کے رنگوں کی جن کی مورتیاں ہیں -  
۶۶- چتر باہوہ : ۱- چتر بھج - چار بازوؤں والے -  
۶۶- چتر دیوہہ : ۱- شریر پرش - چھندہ : پرش - وید پرش - ہا پرش - ان چار دیوہوں والے -  
۶۶۸- چتر گتی : ۱- برہمن وغیرہ چار ورن اور برہمجریہ وغیرہ چاروں آشرموں کے محافظ  
۶۶۹- چتر اتما : رنجت و نفرت وغیرہ سے رحمت آتما یعنی من جن کا -  
۶۷۰- چتر بھادہ : ۱- دھرم - ارتھ - کام - موکش یہ چار جن سے حاصل ہوتے ہیں -  
۶۷۱- چتر ویدوت : ۱- چاروں ویدوں (رگ - یجر - سام - اتھو ویدوں کو) کو جاننے والے -  
۶۷۲- ایک پات : ۱- ایک انش سے سارے سنار میں ویات -

समावर्तो ऽ निवृत्तात्मा दुर्जयो दुरतिक्रमः ।  
दुर्लभो दुर्गमो दुर्गो दुरावासो दुरारिहा ॥ ६६ ॥

سماورتو انی ورتاتما دُرجیو دُراتیکرم :  
دُربھو دُرگمو دُرگو دُراواسو دُراہا - ۹۶ -

- ۷۶۳۔ سماورتہ :- سمار چکر کو چلانے والے  
۷۶۴۔ انی ورتاتما :- سرو ویاپک ہونے سے جو کسی سے بھی گھرے ہوئے (لورت) نہیں ہیں۔  
۷۶۵۔ دُرجیو :- جن کو کوئی جیت نہیں سکا۔ (۷۶۶) دُرتیکرم :- جسے کے مارے جن کے حکم کو کوئی نہیں مٹاتا۔  
۷۶۷۔ دُرلہو :- انیک جنم تپ کرنے سے بھگتی پر اپت ہوتی ہے۔ ایسی دُربھو بھگتی سے ملنے والے بھگوان۔  
۷۶۸۔ دُرگمو :- جن کا گیان ہونا بہت مشکل ہے۔  
۷۶۹۔ دُرگمو :- مشکل سے پر اپت ہونے والے۔ (۷۷۰) دُراواسو :- یوگیوں کی سادھی میں بھی مشکل سے آئیوا لے۔  
۷۷۱۔ دُراہا :- دُشٹ شتروؤں کو مارنے والے۔ (شلوک ۹۷)  
پہرا رتھ :- ہے پر ہوا محمد ناچیز پر دیا کیجئے۔ اپنے چڑوں کی شرن میں لیجئے۔

शुभाङ्गो लोकसारङ्गः सुतन्तुस्तन्तुवर्धनः ।

बुद्धकर्मा महाकर्मा कृतकर्मा कृतागमः ॥ ६७ ॥

شُبحانگو لوک سارنگہ، ستننتو، ور دھنہ؛  
اندر کرما، مہا کرما، کُرت کرما، کر تا گمہ - ۹۷ -

- ۷۷۲۔ شُبحانگو :- جن کے انگ سندر ہیں۔ دھیان کے قابل ہیں۔  
۷۷۳۔ لوک سارنگہ :- لوگوں کے سار کو گہن کرنے والے۔ اتھوا لوک سار یعنی ادکار سے جاننے یوگیہ۔  
۷۷۴۔ ستننتو :- جگت پر پنج جن کا سندھ ہے (۷۷۵) تانتو ور دھنہ :- پر پنج کو بڑھانے والے۔  
۷۷۶۔ اندر کرما :- ایشوریہ شالی کرموں والے (۷۷۷) مہا کرما :- بڑے ہیں کرم و پانچ بھوت وغیرہ جن کے۔  
۷۷۸۔ کُرت کرما :- سمپون کرم جنہوں نے کر لئے ہیں۔ کوئی باقی نہیں ہے۔  
۷۷۹۔ کر تا گمہ :- دید کرما

شلوک ۹۷

پہرا رتھ :- ہے تاتھ ! دھنیہ ہو۔ یہ سارا جگت آپ کی مایا ہے۔ کبھی آپ ابے پھیلاتے  
اور کبھی ٹکیر دیتے ہیں۔ آپ کے ان چمن میں نہ آنے والے (اچھتیا) کرموں کو  
ہم ناچیز (تچہ) جیو کیا سمجھتے ہیں۔



उद्धवः सुन्दरः सुन्दो रत्ननाभः सुलोचनः ।  
अकलो वाजसनः शृङ्गी जयन्तः सर्व विजयी ॥ ६८ ॥

- اُدھوہ : سُندرہ : سُندو رتن ناہہ : سُلوچنہ :  
اُرکو واج سنہ : شرنگی جے تیتہ سرو وج جیہی - ۹۸ -  
۹۹ - اُدھوہ - اوتہ جنم والے - اکتھا جنم رہت - ۹۹ - سُندرہ - سب سے اُدھک سُندر -  
۹۹ - سُندہ - کول سوہا والے - ۹۹ - رتن ناہہ - رتن کے سان سُندرناف والے -  
۹۹ - سُلوچنہ : سُندر تیتروں والے - اکتھا سُندریگان والے - ۹۹ - اُرکو - برہما و غیرہ سے پوجنیہ  
۹۹ - واج سنہ - واج = اَن = سن = داتا - یعنی اَن داتا -  
۹۹ - شرنگی - سینگ والے = متسیہ (مچھلی) روپ دھاری مہکوان -  
۹۹ - جے تیتہ :- دشمنوں کو جیتنے والے - ۹۹ - سرو و جیہی - سروگیہ اور وجے شیل - (شلوک ۹۸)  
ہر اَر تھنا :- سُندرہ : سُلوچنہ :- ہے پر م سُندر پر بھو ! سدا میری آنکھوں کے آگے آپ کا ہی عجیب و غریب  
(الوگ) سوندریہ دکھلائی دیتا رہے - دنیاوی چیزوں میں بھی آپ کے ہی سوندریہ کی جھلک دکھلائی دیتے -

- سورن پندو رکشوبھیہ : سرو و اگیشو ریشورہ :  
مہا برود مہا گرتو مہا بھوتو مہا ندھی : - ۹۹ -  
۸۰۰ - سورن پندوہ - دشمن ہی پندو جن میں ہیں - اکتھا سُندر ہے ورن = اکثر - اور پندو یعنی اُتھوار (دوسرا اکثر)  
و غیرہ جہیں - ایسے اوم' شتر روپ پر ماتا -  
۸۰۱ - اکشوبھیہ :- رغبت و نفرت و غیرہ سے پریشان نہ ہونے والے  
۸۰۲ - سرو و اگیشو ریشورہ - برہما و غیرہ کے ایشورہ مالک -  
۸۰۳ - مہا برودہ - آئندہ کے بڑے سمندر سروپ -  
۸۰۴ - مہا گرتہ :- بڑا ہے مایا رُوپی گراہ جن کا -  
۸۰۵ - مہا بھوتہ :- تینوں کالوں میں پری لوہن سروپ  
۸۰۶ - مہا ندھی :- بڑے ندھی = جن میں سمی پراتی لین ہو جاتے ہیں  
(شلوک ۹۹)

ہر اَر تھنا :- (اکشوبھیہ :-) ہے پر بھو ! جیسے آپ سدا اکشوبھیہ ہیں  
کبھی آپ کشوبھ (پریشانی) کے ادھین نہیں ہوتے - ویسے ہی اس دین پر بھی  
کر پا کریں - یہ تو تھوڑی سی پریشانی میں دیا کل ہو جاتا ہے -  
(کشوبھ :- پریشان - دیا کل)

कुमुदः कुन्दरः कुन्दः पर्जन्यः पावनोऽनिलः ।

अमृताशोऽमृत वयुः सर्वज्ञः सर्वतोमुखः ॥ ३०० ॥

گندہ : گندہ : گندہ : پر جنیہ : پادلو : انلہ :

امرتا شتو : مرث و پوہ : سرو گیہ : سرو تو مکھ : - ۱۰۰ -

۸۰۷۔ گندہ :- بھار آثار کہ پرتھوی کو پرشن کرنے والے۔

۸۰۸۔ گندہ :- گند پھول کے سمان شدہ پھل دینے والے۔ ایتوا وارہ روپ سے پرتھوی کو کھودنے والے۔

۸۰۹۔ گندہ :- پرتھرام اوتار میں سمپورن پرتھوی کا دان کرنے والے۔

۸۱۰۔ پرتھ جنیہ :- میگھ کے سمان تینوں تاپوں کو شانت کر نیوالے۔ تین تاپ (ادھیا نک۔ ادھی دیوک۔ ادھی بھینک)

۸۱۱۔ پاوہ :- سمن ماتر سے پوتر کرنے والے۔

۸۱۲۔ انلہ :- ال - آکسی - مورکھ - انلہ - سدا ساودھان - سدا گیانی (نتیہ پربدھ)

۸۱۳۔ امرتا شتہ :- امرت کھانے والے۔ ایتوا سدا پھل ہے آشا و اچھا جن گی۔

۸۱۴۔ امرت و پوہ :- مرن رحمت

۸۱۵۔ سرو گیہ :- سرو گیاتا مارقات سب کچھ جاننے والے۔

۸۱۶۔ سرو تو مکھ :- سب طرف جن کے مکھ ہیں۔

(شلوک ۱۰۰)

सुलभः सुव्रतः सिद्धः शत्रुनिच्छत्रुनायनः ।

न्यग्रोधो दुम्बरोऽश्वत्थश्चाणूराध्रनिम्लवनः ॥ ३०१ ॥

سلیبہ : سورتہ : سیدھ : شتر و جت : شتر و : تاپا پتہ :

نیگر و : دھو د مبر و : اشو تمقش : چا لور : اندھر : نشو دتہ : - ۱۰۱ -

۸۱۷۔ سلیبہ :- پرتیشپ آدی ماتر سے پرشن ہو جانے والے ۸۱۸۔ سورتہ :- سندرنیم والے۔

۸۱۹۔ سیدھ :- سورتہ سیدھ ۸۲۰۔ شتر و جت : شتر وں کو جیتنے والے۔

۸۲۱۔ شتر و تاپتہ :- شتر وں کو کشت دینے والے

۸۲۲۔ نیگر و دھ :- سب سے اوپر وراجان - ایتوا سب پرانیوں کا انادر کہ کے اپنی مایا سے ڈھکنے والے۔

ایتوا دٹ و رکش روپ -

۸۲۳۔ اڈ مبرہ :- آن دیوہ سے وشو (جگت) کا پالن کرنے والے

۸۲۴۔ اشو تہہ :- اشو تہہ بھرم روپ (اڈر دھ ممل مدھ شا کو مو شو تہم پراہر نویوم) (اگیا ادھیائے ۱۵ شلوک ۱۰۱)

۸۲۵۔ چاٹر اندھر نشو دھنہ :- آندھر دیش داسی چاٹر مل کو مارنے والے۔ یعنی مل مدھ و شتر و سری کرشن

(شلوک ۱۰۱)



सहस्रार्चिः सप्तजिह्वः सप्तैधाः सप्तबाह्वः ।

अमूर्तिरनघेडचिन्त्यो भयकृद् भयनाशनः ॥ १०२ ॥

سہسرا رچی ۱۰: سبت جہبہ: پستی دھاہ: سبت واہنہ:

امورتی نہ گھو چنیتو بھنے کر دے ناشنہ ۱ - ۱۰۲ -

۸۲۶ - سہسرا رچی ۱۰: ہزاروں کرٹوں والے - ۸۲۷ - سبت جہبہ ۱۰: سات جہبوں (زبانوں) والے۔ اگنی سُرُوپ -

۸۲۸ - پستی دھاہ ۱۰: سات تپھوں والے - اگنی رُوپ

۸۲۹ - سبت واہنہ ۱۰: سات گھوڑے جن کے داہن ہیں - انقراضات نام والا ایک ہی گھوڑا جن کا داہن ہے -

سورج رُوپ بھوان

۸۳۰ - امورتی ۱۰: کرم بندھن دیہ رُوپ مورتی جن کی نہیں ہے -

۸۳۱ - ان گہ ۱۰: دُکھ اور عیش و فہ سے رہت - ۸۳۲ - اچنتیہ ۱۰: جو چنیتن میں نہ آویں -

۸۳۳ - بھنے کرت ۱۰: دُشٹوں کو ڈرانے والے - انقوا بھگتوں کے بھنے کو کاٹنے والے -

۸۳۴ - بھنے ناشنہ ۱۰: اضر ماتماؤں کے بھنے کو ناش کرنے والے - (شلوک - ۱۰۲)

پہر ارگھتاؤ - (بھنے ناشنہ ۱۰) ہے پر بھو! جبکہ آپ سب کو ایسے دان دینے والے ہیں -

تو پھر میرے بھی انیک بھیتوں کو دُور کرنے کی کربا کریں -

अधृत्तः कृत्स्नः स्थूलो गुण भुक्तिर्गुणो महान् ।

अधृतः स्वधृतः स्वास्थः प्रामादंशो वंशवर्धनः ॥ १०३ ॥

انر برہمت کرشہ ستھولو گن بھرن نہ گنوا مہان

ادھرتہ: سودھرتہ: سواسیہ: پراگ و نشو و نش وردھنہ: ۱۰۳ -

۸۳۵ - انوہ ۱۰: پریم سکشم - لطیف ترین - ۸۳۶ - برہمت ۱۰: بڑھنے والے یا بڑھانے والے -

۸۳۷ - کرشہ ۱۰: موٹائی سے رہت - ۸۳۸ - ستھولوہ ۱۰: سُرُوپ ہونے سے مٹے بھگوان

۸۳۹ - گن بھرت ۱۰: سرشتی ستھو - پرلے کے بے ستو گن - رجو گن - تو گن میں گنوں سے رہت

۸۴۰ - نہ گنہ ۱۰: داستو میں گنوں سے رہت - ۸۴۱ - جہان ۱۰: اپری سے یہ جن کے سُرُوپ کا یہ گیان نہیں ہے کہ اتنا ہے -

۸۴۲ - ادھرتہ ۱۰: سب کو دھارن کرنے والے - خود کسی سے دھارن نہ ہوئے -

۸۴۳ - سودھرتہ ۱۰: سو آشریہ ۱۰: اپنے کو آپ ہی دھارن کرنے والے -

۸۴۴ - سواسیہ ۱۰: وید وانی کے سوا دھیائے کرنے سے سُندر ہے مکھ جن کا -

۸۴۵ - پراگ و نشہ: بیسی و نشوں یعنی کلوں کے موکل (پردتک)

۸۴۶ - و نش وردھنہ ۱۰: و نش = سنار پر پتھ کو بڑھانے والے -

(شلوک - ۱۰۳)

भारभूत कथितो योगी योगीशः सर्वकामदः ।

आश्रमः श्रमणः क्षामः सुयर्षो वायुवाहनः ॥ १०४ ॥

بھار بھرت کتھتو یوگی یوگی شہ: سرو کامدہ:

آشرمہ: شرمہ: کشامہ: سیرلہ والو واہنہ: - ۱۰۴ -

۸۴۴ - بھار بھرت :- شیش ناگ یا کورم (کچھ) درہ روپ سے پرتھوی کے بھار کو دھار کرنے والے۔

۸۴۸ - کتھتہ :- ویدوں نے جن کا وزن کیا ہے۔

۸۴۹ - یوگی :- لوگ سے جاننے یوگیہ۔ اتھوا سویم یوگی - ۸۵۰ - یوگی شہ :- سب یوگیوں کے ایش۔ یوگی داچ۔

۸۵۱ - سرو کامدہ :- بھی دانجھت پھول کو دینے والے۔

۸۵۲ - آشرمہ :- سب کے وشرام ستھان۔ آترو شرام ایشور میں ہی ہے۔ منزل مقصود ایشور ہی ہیں۔

۸۵۳ - شرمہ :- دشتوں کو دکھ دینے والے۔ ۸۵۴ - کشامہ :- پرلے کال میں ساری پر جا کو ناش کرنے والے۔

۸۵۵ - سیرلہ :- سندرمیں۔ دید روپ پنکھ جن کے پکشی روپ پر آتا۔

۸۵۶ - والو واہنہ :- جن کے بچے سے والو چلتا ہے۔ (شلوک ۱۰۵)

धनुर्धरो धनुर्वेदो दण्डो दमयिता दमः ।

अपराजितः सर्वसहो नियन्ता नियमोऽयमः ॥ १०५ ॥

دھنر دھرو دھنر ویدو دندو دم پیتا دمہ:

اپرا جتہ: سرو سہو نینتا نی میو ایمہ - ۱۰۵ -

۸۵۶ - دھنر دھرو :- شری رام روپ سے دھنش دھاری۔

۸۵۷ - دھنر ویدہ :- دھنر دیا کو جاننے والے۔ ۸۵۹ - دندہ :- دند روپ سے دم کرنے والے۔

۸۶۰ - دم پیتا :- راجہ روپ سے چور وغیرہ دشتوں کا دم کرنے والے۔

۸۶۱ - دمہ :- دم سورپ (کنٹرول کرنے والے۔ دند دینے والے)

۸۶۲ - اپرا جتہ :- کبھی کسی سے نہ جیتے گئے۔

۸۶۳ - سرو سہو :- سب شتروں کا ترسکار یعنی انادد کرنے والے۔ اتھوا سب کو معاف کرنے والے۔ اتھوا سب کاموں کی

طاقت رکھنے والے۔

۸۶۴ - نی نینتا :- سب کو اپنے اپنے کاموں میں لگانے والے جن پر دوسرا کوئی حکران نہیں ہے۔ کنٹرول کرنے والا نہیں ہے۔

۸۶۵ - نی میو :- جن پر دوسرا کوئی حکران نہیں ہے۔ کنٹرول کرنے والا نہیں ہے۔ اتھوا نیم سورپ۔

۸۶۶ - ایمہ :- مرتیو رہت۔ اتھوا ایم۔ جو لوگ کے انگ بھی ہیں۔ (شلوک ۱۰۵)

نوٹ :- بقیہ مضمون اگلے پرچہ ماہ اپریل ۱۹۶۸ء میں چھپے گا۔



# پائینگے وصل صنم

(جہانناشہنشاہ جی ہماراج)

پائینگے وصل صنم جان رہے یا نہ رہے      کفر پہ اتریں گے ایمان رہے یا نہ رہے  
 کرنا دھڑا ہے جو کچھ آج کریں گے یارو      کون جانے کہ یہ کل دھیان رہے یا نہ رہے  
 آج ہی وصل کے ارمان نکالیں گے ہم      کل کو یہ صورتِ امکان رہے یا نہ رہے  
 آج ہی خاتمہ شوخنے دل ہوگا بخاب      کل کو یہ شوق ہے شان رہے یا نہ رہے  
 خواہشِ وصلِ صنم آج ہے دل میں مہمان      کل کو اس گھر میں یہ مہمان رہے یا نہ رہے  
 وعدہ وصل ہے امروز صنم سے صاحب      کل انہیں یاد یہ پیمان رہے یا نہ رہے  
 آج ہی توڑینگے ہم جس کی زنجیروں کو      کل کو یہ سودہ عرفان رہے یا نہ رہے  
 گاؤں تم آج ہی گن اور کرو اُسکی ثنا      کل کو یہ سر ہی سمجھتاں رہے یا نہ رہے  
 ہر گھڑی ذکر کرو اور رکھو عمل و شغل      چھوڑ دینے سے تمہیں بان رہے یا نہ رہے

اے شہنشاہ نہ کبھی کل کے بھروسہ رہنا

آج ہیں پران یہ کل پران رہے یا نہ رہے

# بھگتی

از قلم پندت نریندر ناتھ جی شرمان نریندر دیا نرڈ سب انکسٹر پولیس

यदा चर्मखदाकादां वेष्टयिष्यन्ति मानवा ।

तदा देवमविज्ञाय दः खस्यान्ते मविष्यति ॥

वेत. ۳۴۔ ۶-۲۵

بھاؤ۔ جیسے آکاش کو منشیہ چڑے کی طرح نہیں لپیٹ سکتے۔ اسی طرح پر ماتما کو جائے لغز دکھ کانت نہیں ہو سکتا۔  
بھگتی (استری بھاگ) شبد ہنے گوش میں اس کے مذہب ذیل معنی پائے جاتے ہیں۔  
۱۱۔ بانٹنا ۱۲۔ انیک بھاگوں میں و بھکت کرنا۔ بھاگ ۱۳۔ اولو (چیز) ۱۴۔ انگ ۱۵۔ کھنڈ ۱۶۔ پوٹیا  
۱۷۔ سوشرٹا ۱۸۔ شر دھا ۱۹۔ پر ماتما یا دیوی دیوتا میں پریم۔ انوراگ آدمی اور بھی معنی ہیں جو اس معنوں کے لئے ضروری نہیں۔

دید مقدس مہان آریہ جاتی کا سرچشمہ حیات ہیں۔ مدھیہ کال۔ ماضی قریب اور زمانہ حال میں بھگتی شبد سے پرماتما میں  
انوراگ اور اُس کے سادھن شرون کیرتن آدمی ہی مانے جاتے ہیں۔ تاہم دیکھ سادھتہ میں اگرچہ شر دھا ارگ وید کا شر دھا کستھ  
اور نہ شبد جا بجا استعمال ہوئے ہیں۔ جن میں پر ماتما انوراگ کے واضح اشارے موجود ہیں۔ لیکن بھگتی شبد اکثر بھاگ کے  
معنی میں استعمال ہوتا تھا۔ جیسے کہ یہ پرتھوی۔ لوک۔ گیلیہ کا پراثر ستون (استی) لبنت رتو۔ گائیتری چھند۔ یہ سب  
اگنی کی بھگتی ہیں अग्निमानि अग्नि मन्त्रی یعنی یہ اگنی دیوتا کے بھاگ ہیں۔ بھاگ سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ یہ  
اگنی دیوتا کے حصے یا ادھیکار میں آئے ہوئے ہیں۔ یا اگنی دیوتا کے انگ میں یا اجزا ہیں۔ کیونکہ ایسا کہا گیا ہے۔ منتر آدمی دیوتا کا  
شری رہی مانا جاتا ہے۔

ایسی صورت میں پر ماتما کی بھگتی کر دہنے سے یہی معنی ہوں گے کہ پر ماتما کے بھاگ یا انگ بنو یا اُس کے ادھیکار میں تابع  
فرمان رہو یا بنو۔ آپ کہیں گے کہ یہ تو ہر شخص جیسے آتشک بھاو ہے اور تھوڑی ہی سوجھ بوجھ ہے جانتا ہے۔ کہ ہم پر ماتما  
کے انش ہیں اور پر ماتما کے تابع فرمان ہیں۔ جیسے وہ گماتے گھومتے ہیں۔ شاستر ایسا پکار پکار کہہ رہے ہیں۔ اس  
امر واقعہ سے کسی آتشک کو کب انکار ہو سکتا ہے۔ پھر اس آپدیش سے کیا مطلب۔ اس کا جواب دینے سے پہلے ہم واضح طور  
پر یہ سمجھ لیں کہ ہم پر ماتما کے بھاگ کس طرح سے ہیں۔

ویدانت میں جو آتما کے پر ماتما کا بھاگ ہونے کا تین طرح وچار کیا گیا ہے۔



۱۔ الگنی کی چنگاری کی مانند :- اس کو انش انشی واو کہتے ہیں۔ جیسے علیٰ ہوئی آگ سے چنگاریاں نکلتی ہیں اور موافق ماحول ایندھن وغیرہ پا کر الگ الگ پر جوہرت ہو کر جدا گانہ روپ بنالیتی ہیں۔ اسی طرح پر ماتما سے جو آتما میں نکل کر موافق شوکشم شریر پاکر ستھول شریر کا الگ الگ آکار دھارن کر لیتی ہیں۔ یہاں یہ شکنا نہیں کرنی چاہیے کہ الگنی سے متواتر چنگاریاں نکل کر اصل الگنی کم یا شانت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر ماتما کی ذات میں کمی آجاتی ہوگی۔ دراصل الگنی تو پر کرتی سے آپن ہوا اتو ہے۔ جو ا نتیہ ہے۔ پر ماتما تو اکھنڈ تھا ہے۔ جس کے دھجاگ ہو ہی نہیں سکتے۔ صرف دھجاگ ہوئے ہوئے مایا کے کارن دکھائی دیتے ہیں۔ پر ماتما میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

(وید بھووان)

पूर्णस्य पूर्णमादाय पूर्णमेवावशिष्यते ।

۲۔ مہاو :- پورن پر ماتما کی ایسی دلکشتا ہے کہ پورن میں سے پورن نکلنے کے بعد بھی پورن ہی رہتا ہے۔ یہ اس کی مہا ہے۔ ۲۔ مہاو :- پرتی مہاو :- جیسے کہ لوک میں ایک سورج پر کاشت ہے مختلف جل پاتروں میں اس کا عکس پڑتا ہے اُن میں دکھائی دیتا ہے۔ اور جل کے پاتروں کے جل کی یوگیتا (Calculation) کے انوسار ششائیں بھی نکلتی ہیں۔ اور الگ الگ ہر ایک عکس تنوڑا بہت پر کاش بھی پھیلتا ہے۔ اسی طرح پر ماتما کا عکس مختلف انتہ کرؤں میں پڑتا ہے۔ وہ پر کاشت ہو اُٹھتے ہیں۔ وہ اس پر کاش کو ستھول شریر میں پھیلاتے ہیں۔ جس سے تحریک پاکر ستھول شریر الگ الگ دوہار کرتے ہیں۔ جیسے جل پاتروں میں جل گدہ ہونے سے پر کاش مدھم ہوگا۔ اسی پر کار سا توک و راجس۔ تامس انتہ کرؤں میں پر کاش تیز یا مدھم دکھائی دیتا ہے۔ اور یہی مختلف پرائیوں کے اسری سو بھاو یا دیوی سو بھاد ہونے کا کارن ہے۔ اسی سے پرائیوں کے کردار میں دکھتا دکھائی دیتی ہے۔ اس کے علاوہ جل پاتروں میں جیسے ہوا وغیرہ کے کارن بل چل ہونے سے عکس بھی ہلتے چلتے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن اس پھل کا اصل سورج پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آدھی بھونک۔ آدھی دوک۔ ادھیان تک تاہوں کے کارن انتہ کرؤں دکھ سکے پاتے ہیں اور جو بیو آتما دیہر بدھی ہونے کے کارن شریر کو اپنی ہستی مان بیٹھا ہے۔ اُس سے متاثر ہوتا ہے۔ اسی سے بھووان نے گیتا ۱۳-۲۱ میں فرمایا ہے کہ پر کرتی میں ستھت ہوا پُرش پر کرتی کے گنوں کو بھوگتا ہے۔ اور یہ ننگ ہی اچھی بُری یونیوں میں جنم لینے کا کارن ہے۔ پرائیوں کے دکھ سکھ کا پر ماتما یا آتما پر کوئی اثر نہیں ہوتا

۳۔ اوچھید واو :- ہا کاش ایک ہے۔ ہم چار دیواری بناتے ہیں اس کے گھرے میں آئے ہوئے آکاش کو گھر کا آکاش کہتے ہیں۔ یا کسی دیش کی حدود قائم ہوئی ہے۔ اور آکاش کے آتے جتے کو اُس دیش کا آکاش پکارتے ہیں۔ لیکن حقیقت تو یہی ہے کہ وہ گھر کا یا دیش کا آکاش ہا آکاش سے جدا نہیں ہے۔ صرف چار دیواری یا دیش کی حدود کے کارن الگ کہتے ہیں۔ ہمار دیواری یا حدود کے توڑتے ہی ہا آکاش جیسے پہلے تھا ویسے ہی دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح پر ماتما کا انش بیو آتما جس انتہ کرؤں کے گھرے میں ہے۔ اُس کو اُس شریر کا آتما کہنے لگتے ہیں۔ یہ علیحدگی صرف انتہ کرؤں کے گھرے کے کارن ہے جس کے ٹوٹنے ہی پر ماتما یا آتما جو پہلے بھی اکھنڈ تھا اکھنڈ ہی رہتا ہے۔ گھرے کی دہر سے جو سنگیا تھی۔

واضح رہے کہ تشیلات خواہ کسی مدلل ہوں۔ ادوتیہ۔ انبرو و جنیہ پریشور کا ٹھیک نروپن نہیں کر سکتی۔ وہ تو من بدھی سے پرے ہے۔ اوسک شمال کہاں ممکن ہو سکتی ہے۔ وہ محض احساس اور انوجو کا تہ ہے۔ اس بے مثال کے تمام پہلو اس ذات امد کو واضح کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ تشیلات صرف سمجھنے کے بے اشارہ ہی دے سکتی ہیں۔ ان تشیلات سے واضح ہوا کہ جو آتما پہلے بھی پر ماتما کا چھل تھا۔ اب بھی ہے۔ رہے گا بھی۔ اب اصل سوال کی طرف آتے ہیں۔ کہ پر ماتما کی جگہ پر آکر دیا بھاگ بننے کا کیا مطلب ہے۔

جو آتما پر ماتما کا بھاگ ترنشت ہے۔ لیکن اس کو اس کا گیان نہیں۔ سو کشر شریر میں گہر کر شریر کو اپنی ہستی ان بڑھا ہے۔ اسی سے شامو مل میں مبتلا ہے۔ شری گیتا ۲۔۲۰ میں واضح طور سے کہا گیا ہے۔ کہ آتما من اور بدھی سے پرے ہے۔ سریشٹھ ہے۔ اور فنی تیری حقیقت ہے۔ بھگوت کرپا سے مسلسل ویراگیہ اور ابھیا س کے سادھنوں سے اس کو اپنی حقیقت جانی ہے۔ صرف MENTAL CONSENT سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے بڑھتے ہوئے درڑھ نشچہ سے انوجو آتما کی گمان حاصل کر کے مریو سے تک درڑھتا سے بنائے رکھا ہوگا۔ سوال یہ ہے۔ کہ گیان نہ ہونے کا قصور کس کا ہے تو کہنا ہوگا کہ اتہ کرن کا۔ یعنی من اور بدھی اس کا درڑھ نشچہ نہیں کر پا رہے ہیں۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ من اور بدھی (اتہ کرن) سے وابستہ ہونے کے بہرہ سے خلاصی ہو تو پر ماتما کی اور آتما کی دیکھا کا گیان ہو۔ لیکن آتما پر ماتما کی ایسا کا گیان ہو تبھی تو اتہ کرن کی قید سے آزاد ہو۔ اگرچہ یہ سمیا ابھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے ترکا لگیہ مہرشیوں نے اسکا مل ڈھونڈ نکالا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اتہ کرن اپرا اما کا وکلا ہے۔ شری گیتا ۲۔۷۔ لیکن اپرا اما بھی پر ماتما کی ہی شک ہے۔ شری گیتا ۲۔۵۔ ملا کا جڈا گانہ کوئی ہستی نہیں ہے۔ بھگتی مارگ کے انوسار پر کرتی مایا ہے۔ اور مایا ہستی ہمیشہ ہے۔ ادویت سدھانت کے انوسار مایا اقیہ ہے۔ اور پریشور سے ابھن ہے۔ تو تو برہم ہی ہے۔ اب اگر من و بدھی (اتہ کرن) کو پر ماتما سے وابستہ کیا جائے تو وہ اپنے کارن میں لین ہو کر شانت ہو جائے گا۔ اور آتما پر ماتما کا گیان بڑھ ہو جائے گا۔ شری گیتا ۲۔۱۴ میں کہا گیا ہے۔ جو میری شرن میں آجاتے ہیں وہ اس دستر مایا کو پار کر جاتے ہیں۔ اب ہماری تمام ترکشش اتہ کرن کو پر ماتما میں لگانے کی ہونی چاہیے۔ لیکن من بڑا چھل ہے اس کو زبردستی سے قابو میں لانا ناممکن ہے۔ تاہم اس میں ایک خوبی ہے۔ کہ جب کہیں لگا دیا جائے۔ تو پھر سترتا سے اس میں لین ہو جاتا ہے بلکہ اپنی ہستی ہی کو ٹھٹھاتا ہے۔ ہٹائے بھی جہاں سے نہیں ہٹتا۔

دیا تو کیا یہ خود سے بھی ہو جاتا ہے جبہ

چکا جو دل کو شوش سے گرفتات کا۔ (زیندہ)

من ہمارا ج سو ذریعہ خود شعبدہ بازی کے بلدا ہے۔ بعد حسن ہزار طرز کا ہے۔ من خیال، من بیان، من جسم جیسے مناظر وغیرہ وغیرہ۔ یہاں بھگتی۔ بھگوت پریم کی صورت میں (شرن کیرن وغیرہ نو دھا بھگتی) ہماری مشکل آسان کرتی ہے۔ من کو ستر۔ شوم۔ سندھ پر ماتما کے پاس سے بچائیے۔ یہ آہستہ آہستہ اس میں لین ہو جائے گا۔ خود کو فراموش کر بیٹھے گا۔ اور آتما پر ماتما کی ایسا کا گیان بڑھ ہو جائے گا۔



جب میں تھابت ہری نہیں اب ہری ہیں میں نہیں

پریم لگی اتی سانکری یا میں دو نہ سما میں (سنت بائی)

شری گیتا ۱۸-۲۰ میں اس کو ساؤک گیان کہا گیا ہے۔ گیتا ۱۸-۸۲-۵۵ میں بھگوان نے فرمایا ہے۔ کہ جب سادھن منشیہ بہم بھوت ہونے کے قابل ہوتا ہے تو اس کو پرا بھگتی پراپت ہوتی ہے۔ اور بھگتی سے مجھ پر اتما کو تو سے جان لیتا ہے۔ شری گیتا میں بھگتی (بھگوت انوراگ) اشتبہ کا بھگوان نے کھلا استعمال کیا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۲ اداں ادھیائے تمام بھگتی یوگ پر وقف کر دیا۔ اور شردن کی ترن پوجا آدی پر گیتا میں دستار سے دیا گیا ہے۔ آخر بھگتی میں (شرناگتی) کی صورت میں آپ سنگھار فرمایا ہے۔ ۱۸-۶۵-۶۶۔ اتنا ہی نہیں بھگوان نے ان لوگوں کو جو بھگتی مان نہیں گیتا گیان کا ادھیکاری ہی نہیں مانا۔ آخر میں واضح ہو گیا۔ بھگتی جس کے معنی بھاگ ہیں۔ بالآخر بھگوت انوراگ۔ پوجا آدی کی صورت اختیار کر گئی۔ اور نو دھا بھگتی کے سادھنوں کو بھی بھگتی نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ جیسے گیتا ادھیائے ۱۳ میں گیان کے سادھنوں کو بھی گیان ہی کہا گیا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ بھگتی اور گیان ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں بلکہ پورک ہیں۔  
وہ جام ہو عطا مجھے مہا شے عشق کا  
ہر جا ہر ایک شے میں نمایاں ہو برقی طور  
محروم وصل رکھئے نہ دہقان نریندر کو  
آیا ہے آس لے کے اپنی یہ بے شعور

## آؤک تک میں انتظار کروں

میرے پہلو میں آؤ پیار کروں  
جان و دل تم پہ ہیں بشار کروں  
سوئے آفت ہے آج شعلہ زن  
نطق شعلہ سے ہیں مپکار کروں  
جان مانے پہ ہے مہر ہر آن  
آؤک تک میں انتظار کروں  
کون اب جائے کبہ و کانشی  
دل میں آنکھیں میں تم سے چار کروں  
تم نے فرقت سے کر دیا بے چین  
دل میں دعاؤں سے ہے تمام کروں  
تم نگاہوں میں ہو اگر میری  
مگر ہی کیوں میں اختیار کروں  
مکہ موت جسم ہے آخہ  
کس لئے میں سیاہ کار کروں  
تیرا بندہ ہوں تو میرا خالق  
تیری رحمت پہ انحصار کروں  
خواہشوں نے سکون دل کھویا  
انتظار ان سے ہیں فرار کروں  
جی میں ٹھانی ہے چھوڑ کر جھنجھٹ  
تیری مہنت کا میں شعار کروں  
رات دن ہو سرور کا عالم  
یاد تجھ کو جو بار بار کروں  
لاکھ باتوں کی بات ہے اسے دل  
تجھ کو تابخ رضا دیار کروں  
دے دے ہیں نریندر وہ آواز  
میرے دامن کو تمام پار کروں

# رسالہ اوم دہلی کا دھرم پرچار پرکاشن

اوم پریسوں کی سہائیت سے "دھرم پرچار پرکاشن" کے انٹرگٹ گزشتہ چھ سال کے دوران ہم رسالہ اوم کے سالانہ خریداروں کی سیوا میں بیسوں دھارمک پیشکشیں مفت یا خاص رعایتی قیمت پر بھیج کر چکے ہیں اب رسالہ "اوم" کے نئے پاپروانے سبھی سالانہ خریدار ہمارے یہاں سے مندرجہ ذیل کتب خاص رعایتی قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔

نثر میں جگمگاتے گیتا کا سنکھشن پانچھ اردو (پاکٹ سائز) مفت

۶/-	قیمت ڈکٹل روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے	۱/-	قیمت ڈکٹل روپے خاص رعایتی قیمت صرف ایک روپے
۱۸/-	قیمت ڈکٹل روپے خاص رعایتی قیمت صرف دس روپے	۱۹/-	قیمت ڈکٹل روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے
۱۹/-	قیمت ڈکٹل روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے	۱۹/-	قیمت ڈکٹل روپے خاص رعایتی قیمت صرف چھ روپے

قرآنی نوٹ :- ۱۔ یہ رعایتی قیمتیں صرف رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کے لئے ہیں۔

۲۔ ہر کتاب کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ دو روپے علاوہ ہوگا۔

۳۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ کیونکہ دی۔ پی۔ سٹوانے پر دو روپے زائد ادا کرنے پڑیں گے۔ صیغہ

طری مغانی غزل

## جذبات پریم

نتیجہ فکر و فکری نشی بے چند پریم جزلٹ کا پتھر

مصرع طرح :- بہاروں میں رنگ غزاں دیکھتا ہوں دیوم آزادی کے نوحہ پر

جہاں تک بھی جاتی ہیں میسری نگاہیں تجلی کو تیری عیاں دیکھتا ہوں

زمین پر فلک پر ہیں تیرے ہی جلوے کہ پرجن سے دونوں جہاں دیکھتا ہوں

کھرے خستہ کوئی دیر و حرم میں تجھے میں تو دل میں نہاں دیکھتا ہوں

اٹھا پریم دل سے جو پردہ دُئی کا

تجھے دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں



# شری رام استوتی

روزانہ پانچ کے واسطے آسان زبان میں بھگوان شری رام چند جی کی استوتی

کھجک جوگ نہ جگ نہ گیانا ایک آدھار رام گن گانا (گوسائیں تلسی اس جی)

مصنف :- شری منوہر لال ادب راتے ۱۰ کلارک ٹاؤن ناٹوڈ

مرجسم :- ڈاکٹر سی۔ آر۔ تیجہ ارجن ٹوگڑ گاؤں نے جتنا جادو دھن کے کلیان کے پیش کیا

شری رام جے رام جے رام جے رام (کلیان کاری منتر)

## پنج امرت

رام رام بھو من میرے	کل کشیش مٹ جائیں تیرے	راگھو جی سے پریت لگاؤ	کیول رگھو بر کو اپناؤ
رام رام آدھار بناؤ	سرد رام سدا سکھ پاؤ	راگھو جی کو ہر دم دھیائو	رام چو اور مستی پاؤ
رام نام راکھو من ماہیں	نام بناؤ دکھ جادوت ناہیں	راگھو جی کے چہرہ انیک	ہر دم لے رگھو بر کی نیکی
رام نام کی دھن لگاؤ	آپ چو اور نام چپاؤ	راگھو جی کی اچرچ مایا	جل تھل میں ہے آپ سمایا
رام نام سے لاگے پریت	دیترتھ گئی اربلا بیت	راگھو جی کو سو جن پاویں	چون کل جوہرے لبادیں
گٹ گٹ میں ہے رام سمایا	دھنیہ دھنیہ جن رام دھیایا	راگھو کہ تم جانو ساتھ	کرو نامیے انا تھ کے نا تھ
رام کی مورت من میں راکھو	رام نام چپ امرت چپا کھو	راگھو بر نردھن کے ہیں دھن	سونپ پر بھو کو اپنا من
رام کی بیلا من میں دھارو	نسدن رام رام دھیارو	راگھو بر نربل کے ہیں بل	پر بھو کے مارگ پر تو چیل
رام کی جہاں سنت جن گاویں	سرت رمنی دھیان لگاویں	راگھو بر کی لیلا سب جان	آپن کو نہ کرتا مان
رام ہی جیا جنت کے دانا	رام ہی پالن ہار ددھاتا	راگھو بر سب کے پالن ہار	رام کی جہا اہم پار
سمریں دھیادیں بدھ منیشور	رام ہی سرو جگت کے ایشور	راگھو بر جن کو آپ جادویں	نربل من پریم پد پاویں
جن جن بھا رام رگھو رایا	جن جن پر بھو ادناشی پایا	رام راکھو سچا داند	نام سے پاؤ پر مانند
تن تن پر بھو ادناشی پایا	راگھو جی سے ناطہ جوڑو	رام راکھو دین دیال	بن کارن پر بھو ہوئیں کرپال
راگھو جی سے ناطہ جوڑو	دیشے داسنا سے منہ موڑو	رام راکھو پیت ادھار	رام رام بھج بارم بار

خوشگوار ہونے لگیں گے۔ اپنے من کو اس طرح پر سداؤ کہ مہربانی و محبت تمہارے دل کی پائدار حالت ہو جائے غصہ نہ صرف دل کو پریشان کرتا ہے۔ بلکہ جسم کے سیلز (CELLS) کو بھی تباہ کر دیتا ہے۔ نکتہ چینی۔ ملامت اور غصہ کی حالتیں زندگی کی خوشی اور طاقت کو برباد کرنے کا اثر رکھتی ہیں۔ عیب جوئی سے کبھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ال سے صرف دشمنی۔ مخالفت اور نکتہ چینی کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور جن عیوب کو ہم گتار اپنے سامنے لاتے ہیں۔ وہ ہمارے اندر ہی پیدا ہونے لگ جاتے ہیں۔ زندگی کی عیب جوئی سارے وجود کو ہی کمزور بنا دیتی ہے۔ ہر ایک کے ساتھ محبت کرو۔ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ بُرائی کرے تو اُس کی بدگئی کرنے کی بجائے اُس کی مدد کرو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے کھلے دل سے دوسروں کو دو۔ اور محبت اور مہربانی سے بڑھ کر تمہارے پاس بہتر شے ہو نہیں سکتی۔ دوسروں کے لئے مفید ہو مہربانی اور محبت کے یہ معنی نہیں کہ لوگ جس طرح چاہیں تمہیں استعمال کر لیں تمہارا فرض ہے۔ کہ سب کے ساتھ انصاف کرو اور تمہارا حق ہے کہ تمہارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اس حق کو دل سے سیر عیب او تیاگ کر حاصل کرو۔ وہ پریم جو سب کے لئے ہوتا ہے۔ وہ کسی پر قابض ہو کر رہنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ جو شخص دوسروں کی بہتری میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیتا ہے۔ اسے خود بھی فائدہ ہوتا ہے۔ پریم میں غٹھے و نفرت۔ انتقام اور بدلی کی سماں نہیں ہو سکتی۔ پریم سے بڑھ کر نہ تو کوئی دولت ہے اور نہ ہی طاقت۔

#### ۴۔ افراط (بہتات) میں یقین رکھو۔

ہر شے۔ انسان اور اپنے آپ میں یقین رکھو۔ ایسا کرنے پر تمہارا ہر شے کے بہترین پہلو پر یقین ہو جائے گا۔ اعتماد اور یقین سے ہمارے اندر کی بہترین چیز ظہور میں آتی ہے۔ دشواریاں رکھنے والا اخلا میں بھی جائے گا تو اسے ملا دیکھے گا جس کے اندر دشواریاں ہے وہ کبھی ناکامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی طاقت ختم ہونے کی نہیں۔ اس کے خلاف شک انسان کی قابلیت کو گھٹاتا ہے۔ تم جس بات میں یقین رکھو گے اس میں کامیاب ہو سکو گے۔ یاد رکھو تم عالمگیر زندگی میں رہتے ہو۔ اور تمہارا چشمہ غیر محدود ہے۔ چیزوں کی بھلائی میں یقین رکھنے سے ہر طرف بھلائی ہی بھلائی نمودار ہونے لگ جائے گی۔ دنیا میں یقین اور دشواریاں سے بڑھ کر اور اٹھانے والی کوئی طاقت نہیں۔ دشواریاں ناکامیابی کو بھی کامیابی میں بدل سکتا ہے۔ خواہ حالات کیسے ہی ہوں۔ بہترین طاقت میں دشواریاں رکھنے سے وہ تمہیں کامیابی تک پہنچا کر رہے گی۔ ہمیشہ افراط میں یقین رکھ کر کسی کو دل میں گھٹنے نہ دو۔

### بچھو یا سانپ کاٹنے کی دوائی

(۱) تریلی رکھ کر لگائی تھوڑے پانچ اور چوٹا لکڑی لگا دیں (۳) اپنا پیغاب پلا دیں۔  
سانپ کے لئے اکبر۔ ریڈ سے سبز حقہ نکال کر ۴ ملی ریشمی کپڑا میں باندھ کر گوبر میں جلا لیں خوراک پلا دیں۔ ڈنک پر بھی دہی لگا دیں۔

بچھو کا منتر ایک سے دس ہندسہ کو اٹا پڑھیں یعنی ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰ اور مریض کے زخم پر پتھر رکھیں۔ چنر گربن یا سورج گرہن میں مسلسل اس منتر کو پڑھیں۔ تب یہ سدا ہوگا۔



# سب کا بھلا

از قلم: شری ست، پال جی بھار دواج

خدا پیار کرتا ہے سب سے ہی عارف  
 بھلے کوئی معرض ہو یا وہ کافر  
 تو کیوں عیب پھر دیکھتا ہے کسی کے  
 کئے جا بھلا تو بھی سب کا برابر  
 خدا رزق دیتا ہے سب کو جہاں ہیں  
 نہ کچھ بھید اُس کو ہوا چھٹے بُرے کا  
 ہے تہ کو بھی واجب یہی پھر تو عارف  
 کہ دنیا میں سب کا بھلا تو کئے جا  
 سدا پھول خوشبو دین عارف سبھی کو  
 انہیں بھید اچھے بُرے کا نہ کچھ ہو  
 تو بھی پھولوں کی مانند پتا اپنا جیون  
 لٹ پیار اپنے کی خوشبو سبھی کو

بڑا کون اچھا نہ دیکھیں کبھی وہ  
 سدا پیڑ سایہ دیں سب کو برابر  
 سبق سیکھ کچھ تو بھی پیڑوں سے عارف  
 برا ہو یا اچھا سب کا بھلا کر  
 سدا روشنی چاند دیتا ہے سب کو  
 بھلے کوئی پانی ہو یا پارسا ہو  
 مجھے چاند بن کر دکھا تو بھی عارف  
 دکھا پیار کی راہ دنیا میں سب کو  
 خوشی تجھ کو کیسے ملے اس جہاں میں  
 اگر تو سنتا ہے اوروں کو پل پل  
 کئے جا بھلا سب کا دنیا میں عارف  
 خوشی کا ہے یہ آزمایا ہوا حل

خوشی سے سدا کام اوروں کے آنا  
 خدا کی عبادت کی یہ انتہا ہے  
 کئے جا بھلا اسلئے سب کا عارف  
 کہ سب کے بھلے میں ہی تیرا بھلا ہے

# بھجوجھکت اور میاں میر

## فقیروں کی نظروں میں ساری بادشاہی بیچ ہے

شاہجہان کے وقت میں میاں میر شاہ ایک ولی اللہ تھے اور لاہور کے پاس رہا کرتے تھے واضح ہو کہ انہی میاں میر کے نام پر ایک مقام "میاں میر" نامی جہاں پر کہ اب چھاؤنی ہے واقع ہے۔ جیسا کہ فقیروں میں رواج ہے۔ میاں میر صاحب اکثر عمل اور شغل میں رہا کرتے تھے۔ اور ان کے پاس اکثر ہندو مسلمان استری پرشس، آچھے بڑے سبھی بتم کے آدمیوں کی آمد و رفت رہتی تھی اور بنا اوقات ان کے دربار میں اور لوگوں کی طرف سے یا خود کی طرف سے رنڈیوں کا ناچ چڑا اور گانا بجانا بھی ہوا کرتا تھا۔ یہ بات بعض لوگوں کو ناپسند تھی اور ایسے لوگوں نے شاہجہان کے دربار میں شکایت کی کہ ایک فقیر کے پاس ادبائش لوگوں کا ہجوم رہتا ہے۔ ان کا کچھ انداز کیا جاوے۔ بادشاہ کچھ سوچ والا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ جب تک ہم خود بنفس نفیس موقعہ پر نہ دیکھیں، کچھ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک دن بادشاہ نے گھوڑے پر سوار ہو کر ادھر کا رخ کیا۔ راستہ میں دریا سے راوی حائل تھا۔ چونکہ پانی کم تھا۔ بادشاہ نے گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ جب عین دریا کے درمیان پہنچا تو اس کے گھوڑے نے دریا میں پینشاپ اور لید کر دی۔ میاں میر بھی بادشاہ کے آنے سے پہلے خبر نہ تھے۔ جب دُور سے ہی گھوڑے کو لید کرتے دیکھا۔ تو وہیں سے چلا کر کہا کہ "بادشاہ! تیرے گھوڑے نے تمام دریا کو خراب کر دیا ہے۔ اب ہم وضو اور غسل کہاں کریں گے؟"

بادشاہ نے قریب پہنچ کر کہا کہ "سائیں صاحب! بھلا کہیں گھوڑے کی لید اور پینشاپ سے دریا خراب ہو سکتا ہے؟" اس پر سائیں نے جواب دیا "تو کیا ایک فقیر کا دل جو بمشکل سمندر ہے دنیا کی آلائش سے جس کو کہ وہ مکتھی اور پتھر کے برابر بھی نہیں سمجھتا، خراب ہو سکتا ہے؟"

اس بات کا بادشاہ کے دل پر بہت اثر ہوا اور اسی وقت میاں میر صاحب کی شاگردی قبول کی اور پھر اکثر ان کے پاس زیارت کو جانے لگا۔ اور جب بھی وہ جاتا ایک نہ ایک نئی بات سیکھ کر واپس آتا۔

ایک روز بادشاہ میاں میر کے پاس بیٹھا تھا کہ میاں میر اپنا ایک دوڑ کر ایک ایسے انسان کی پیشوائی کے لئے بڑے جو کہ ظاہر اپنے پڑانے کے لئے ہوئے اور کم حقیقت معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ اور اس کا تعجب اور بھی بڑھ گیا۔ جبکہ اس نے دیکھا کہ سائیں صاحب نے اس شخص کو جو کہ ہندو معلوم ہوتا ہے اپنے آسن پر لا بٹھایا۔ اثناء گفتگو میں معلوم ہوا کہ اس شخص کا نام بھجوجھکت ہے۔ جتنی دیر بادشاہ وہاں بیٹھا رہا۔ دریائے حیات اور تکیہ میں فرق رہا اور بعد دعا سلام کے وہاں سے رخصت ہوا۔ ابھی سب مجمع وہاں بیٹھا ہی تھا کہ



بادشاہی پیادہ دوڑا ہوا آیا اور سائیں صاحب سے کہا کہ جہاں پناہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور سخت چوٹ آئی ہے۔ میاں میسر اپنے دھیان میں محو تھے کہ دوسرا پیادہ آیا اور اُس نے کہا کہ بادشاہ سلامت کی ٹٹی اور پیشاب دونوں بند ہیں۔ جس سے پیٹ پھول گیا ہے۔ اور سائیں صاحب کو یاد کیا ہے۔ لہذا کچھ سوچ کر سائیں صاحب محل کی طرف گئے اور جا کر دیکھا کہ بادشاہ کی حالت نہایت ہی خراب ہے۔ جب بادشاہ نے آہ و زاری کر کے اپنی تکلیف دُور کر کے گیسٹے کہا تو سائیں صاحب نے فرمایا کہ ”بادشاہ تمہاری تکلیف اب حد سے بڑھ گئی ہے۔ اور میں اس کو دُور کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ ۱۰۱ اگر چھوڑ بھگت سے التجا کی جائے۔ تب شاید فائدہ کی صورت نکل آئے۔ کیونکہ اُن کو بہت طاقت حاصل ہے۔“

یہ سن کر بادشاہ نے وزیر کی طرف اشارہ کیا کہ کسی شخص کو بھگت جی کے پاس بھیجا جائے۔ القصد ایک پیادہ بھگت جی کی دکان کی طرف روانہ ہوا۔ اور سب ماجرا سنایا۔ بھگت جی نے سن کر ڈرتے کانپتے ہوئے کہا کہ ”بھلا میں ایک ٹٹ پونجیہ دوکاندار دوا اور دغا کو کیا جانوں اور کچھ مانتا ہوتا۔ تو میں اسی حالت میں رہتا۔ جس میں کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو۔ یہ تو سائیں صاحب کی کسر نفسی اور بندہ نوازی ہے۔ وہ ہر طرح صاحب کمال ہیں۔ اُن سے جا کر کہو۔ مجھے شرمندہ کرنے کی بجائے بادشاہ کا دلکھ دُور کریں۔“

اس دُور دھوپ میں بادشاہ کی طبیعت اور بھی خراب ہو گئی۔ اور جب زندگی سے ناامیدی معلوم ہوئی۔ تو رو کر سائیں صاحب سے پھر التجا کی کہ ”دعا کیجئے۔ میری خطا بخش جائے۔“ میاں میر نے کہا کہ بادشاہ! جو کچھ میں نے کہا ہے سچ کہا ہے تم کو بھگت جی کی عظمت کا اب بھی حال معلوم نہیں۔ اگر یقین آجائے تو تم ایک پیادہ کو اُن کے پاس نہ بھیجتے۔ اگر سو سکتے تو تم خود ڈولی میں اُن کے پاس پہنچو۔ پھر دیکھو کہ اُن کی دغا کا اثر کس قدر ہے۔ وہ جب تم کو اس حالت زار میں دیکھیں گے۔ تو ضرور رحم فرمادیں گے۔

بھگت اور سنت فطرتا ہی رحمدل ہوتے ہیں۔ ہاں خدا کی قدرت کا تماشا دکھانے کے لئے وہ کچھ لیلہ ارج ہیں تو کچھ مفاقت نہیں۔ اس بات کو بادشاہ نے پسند کیا اور بالکی میں بھگت جی کو آلیان دربار اور سائیں صاحب ٹٹ پونجیہ بھگت کی چھوٹی سی دوکان پر پہنچا۔ جب چھوڑ بھگت نے بادشاہ اور اُس کے اہل کاروں کو اپنے سامنے دیکھا تو ہاتھ جوڑ کر دُعا کا پتا کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر سائیں نے کہا کہ ”بھگت جی مہاراج! اب رحم کیجئے۔ دانی سے پیٹ چھپانا اچھا نہیں۔ بادشاہ اپنے کئے پر نادم ہے اُسکی بہت کچھ سزا پا چکا ہے۔ اب اس کے حق میں دعا کیجئے۔“ جب اس طرح بادشاہ سمیت سب لوگوں نے بھگت جی کے سامنے دُکھڑا دیا۔ تو بھگت جی سنبل کر اور ایک گھبر آواز میں بادشاہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ ”اے بادشاہ! بھلا یہ تو بتا کہ اگر ہماری دُعا سے تو راضی ہو گیا تو اُس کے عوض میں تو کیا دیگا؟“ بادشاہ یہ سن کر خوشی کے لہجہ میں کہنے لگا کہ مہاراج! جو آپ فرمادیں میں حاضر کروں گا۔“ بھگت جی نے کہا کہ ”اور بھلا تیرے پاس کیا ہے۔ یہ بادشاہت ہی تو ہے گو یہ بھی تیری نہیں اور نہ ہی صحت کے مقابلہ میں کچھ چیز ہے۔ خیر چونکہ سائیں صاحب بہت سفارش کرتے ہیں اور ان کا پاس خاطر ہم کو بہت لکھوٹا ہے اور تیرا دُکھ بھی ہم سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے ہم دُعا کے صلہ میں تیری بادشاہت ہی قبول کرتے ہیں۔ اگر تم نے صحت حاصل کرنی ہو تو ساری بادشاہت کا پتہ لکھ دے اور اپنی مہر لگا کر میوے حوالے کر اور صحت حاصل کر کے جہاں تیری مرضی ہو چلا جانا۔“

یہ بات سن کر بادشاہ اور درباریوں کے ہوش اڑ گئے۔ لیکن چونکہ تکلیف بڑھتی جاتی تھی۔ اور جب دم بھی رکنے لگا تو سائیں صاحب نے آواز دے لگایا کہ اے بادشاہ! معلوم ہوتا ہے کہ مجھے کوئی دُکھ نہیں بے فائدہ ہی ہم سب کو تکلیف میں ڈال رہا ہے۔ ورنہ جان کے مقابلہ میں بال کیا چیز ہے۔ اگر زندہ رہے گا تو بھوکا تو رہ نہیں سکتا۔ البتہ بادشاہ نہیں رہے گا۔ اب جان بچانے پر بادشاہی تو یوں بھی جائے گی۔ اس طرح تو جان اور بادشاہت دونوں جاتی ہیں۔ اگر بھگت جی کے ہنسنے پر عمل کرے تو ایک ہی چیز جاتی ہے۔ اور وہ بھی سستی۔ پس جب اور شخصوں نے بھی اسی طرح سمجھایا اور اُس نے بھی سوچ لیا کہ بادشاہت دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ چاروں چار دیوان کو بچے سمجھنے کا حکم دیا۔ اور اپنی ہر نگاہ کو سائیں صاحب کے حوالے کیا۔ سائیں صاحب نے بھگت جی کے چرن کونوں میں چڑھایا۔ اور دُعا کے لئے سفارش کی۔

منظر : یہ تو ایک بیوی ہی تھی۔ ایسا کرنے کی دیر بھی کہ بادشاہ کی ایک دو بار پیٹ کی گندی ہوا خارج ہوئی۔ اور پیٹ ہلکا ہو گیا اور بادشاہ کی آنکھیں کھلیں اور کچھ ہوش آئی۔ تو دیوانوں کو گھر لے گئے۔ اور دیکھ کر بھگت جی کہنے لگے اب گھر لو رہے کیا تعلق۔ یہ دیوان وغیرہ سب ہمارے لڑکے ہیں۔ تم ڈولی سے نکل کر اپنا نیا گھر تلاش کرو۔ یہ سن کر بادشاہ کے چٹکے چھوٹ گئے۔ ہاتھوں کے ٹوٹے اڑ گئے۔ پاؤں میں سکتہ ہو گیا۔ اور وہ بمثل

ایک آفت سے مر مر کے ہوا تھا جیسا بڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ سنی

جب بھگت جی نے دیکھا کہ بادشاہ یہیں دم توڑ دے گا۔ تب پہلے کو اٹھا کر کہنے لگے "اے بادشاہ! اب تجھے کچھ معلوم ہوا کہ تیری ساری بادشاہت کا نول صرف گندی ہوا کا ایک بار اخراج ہے۔ اسی کے زعم پر تو تخت اور تکر کا شکار ہو کر لوگوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ جو کہ خدا سے ہم بچہ ہیں۔ یہ اٹھا اپنا ٹنڈیرہ!"

یہ کہہ اُس کاغذ کو پاش پاش کر دیا۔ بادشاہ نے سخت نادم ہو کر بھگت جی اور سائیں صاحب کے چرن پڑے اور چلتا بنا اور پھر کبھی فقیروں کی دخل در معقولات کا باعث نہ ہوا۔

اُس دن سے چھو بھگت اور میاں میر صاحب کا چرچا دور دور تک پھیل گیا اور وہ اکٹھے رہنے لگے۔ ایک روز کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ میاں میر صاحب کہیں باہر سے آئے اور بھگت جی کھانا بنا رہے تھے۔ اتنے ہی میاں میر صاحب نے دریافت کیا کہ "بھگت جی اندر آجائیں؟ یہ سنکر انہوں نے جواب دیا کہ "بس اب رہو باہر ہی۔ ورنہ آجاتے تو کس کو انکار تھا۔ فقیروں کی کیا ذات پات ہوتی ہے۔ جب آپ کے دل میں فرق ہے تو یہاں پہلے ہے۔ یہ سن کر سائیں صاحب نے بہت غصہ و عنایت جاری۔ گردن تو باہر ہی رہنے کا حکم لگ چکا تھا۔ اس لئے سائیں صاحب خندہ پیشانی سے جا کر اُس کے مقام پر رہنے لگے۔ جہاں کہ لاہور چھاؤنی میں اب تک میاں میر صاحب کا مزار ہے۔ اس کے بعد دونوں بزرگ بالائی بالا طبع کے واضح رہے کہ چھو بھگت کی یادگار بھی لاہور میں شاہ عالمی دروازہ کے باہر ہے اور چھو بھگت کے چوارہ کے نام سے دو عمارتیں مشہور ہیں اور وہاں لوگ منتیں مانتے ہیں۔ اور دور دور سے یاتری لوگ درشن کو آتے ہیں۔ چھو بھگت کا یہ خاص مقولہ تھا۔ جو آج تک زبان زد خلایق ہے۔ ۵

چھو جو سکھ چو بارے وہ نہ بلج نہ بخارے



# فقیری خدا کو پیاری ہے۔ امیری کون بچاری ہے

(سوامی رام)

بدن پر خاک سوجے اکیشہ۔ فقیروں کی ہے یہی جاگیر  
ہاتھ باندھے ہیں کھڑے امیر۔ بادشاہ ہو۔ یا ہو وزیر  
مدا یہ سچ ہماری ہے  
خدا کی خدا سے یاری ہے  
بچان کا نام شود درویش۔ کوئی نہیں پائے ان سے بیش  
خدا سے ملین رہیں ہمیشہ۔ کوئی نہیں جانے انکا بیش  
کبھی تو گریا زاری ہے  
کبھی چشموں میں خاری ہے  
ہے ان کا رتبہ بہت بلند۔ خدا کے تیں ہوا پسند  
بادشاہ سے بھی ہے مدچند۔ انہیں مت بُرا کہو ہر چند  
ان کی دل پر سواری ہے  
فقیری خدا کو پیاری ہے  
چیتھرے شال سے ہیں اعلیٰ۔ چٹم ہر تال سے ہیں اعلیٰ  
چنے بھی وال سے ہیں اعلیٰ۔ چلن ہر چال سے ہیں اعلیٰ  
زخم جو دل پر کاری ہے  
فہی خود مرہم بچاری ہے  
مکان لا مکان فقیروں کا۔ نشان بے نشان فقیروں کا  
فقر ہے نہاں فقیروں کا۔ خدا ہے ایمان فقیروں کا  
طاقت صبر وہ بھاری ہے  
موت بھی ان سے ہاری ہے  
بڑھ گئے بال تو کیا پرواہ۔ اتر گئی کھال تو کیا پرواہ  
آگیا مال تو کیا پرواہ۔ ہوئے کنگال تو کیا پرواہ  
خدا ہی جناب باری ہے  
فقر کو یہی قرار ہے  
فقیری خدا کو پیاری ہے  
امیری کون بچاری ہے

لے رسائن۔ کیمیا لے آواز لے فقیر لے ہمیشہ لے لباس لے مسی لے پوشیدہ لے برقراری۔ دھرج

# بھکت ہمت داس

## پیدائش بھگوان اور بھگتوں سے اٹھکیلیاں

ہجرت

وسط ہند کی ریاست پنا کے موضع بھڑاچ میں بھکت ہمت داس کا جنم ہوا۔ جب ذرا بڑے ہوئے اور تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ تو سہو داس جی کی کہنانے ان کے دل میں بھگوان کرشن جی کی بھگتی کا بیج بو دیا۔ اس بیج کی آہستہ آہستہ نشوونما ہونے لگی۔ حتیٰ کہ پوشش سفیدے تک ہمت داس جی بھگوان کے ہو چکے تھے۔

وہ کیرتن کے بڑے شائق تھے۔ ہاتھ میں جھانجھیں (کھڑتالیں) لیکر بھگوان کے گناہ گانے میں انہیں خاص لطف آتا تھا۔ اور اکثر اوقات کیرتن میں ان پر وجد کی حالت غاری ہو جاتی تھی۔ ریاست پنا کے دارالخلافہ شہر پنا میں شری بھگوان کرشن جی کا ایک شاندار مندر تھا۔ جہاں بھگوان کی مورتی شش بھت تھی۔ ہمت داس نے فیصلہ کیا کہ روزانہ پنا پہنچ کر بھگوان کے درشن کرنے چاہئیں۔ چنانچہ وہ ہر روز علی الصبح اٹھتے اور کیرتن کرتے دس میل کا فاصلہ طے کر کے پنا پہنچتے اور وہاں سے بھگوان کے درشن کر کے واپس آتے۔

ایک دن حسبِ معمول اپنے آپ میں سرور جہاں نہیں جاتے جارہے تھے کہ راستہ میں چوروں سے سامنا ہو گیا۔ چوروں نے پکڑ لیا اور کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے یہاں رکھ دو۔ بھلا ہمت داس کے پاس کیا تھا۔ انکی خوشی، آئندہ اور سرور کا ذریعہ ساری جائیداد جہاں نہیں ہی تھیں۔ کہا میرے پاس تو یہی کچھ ہے۔ چوروں نے وہ ہی چھین لیں اور اپنی راہ لیتے بنے۔

ہمت داس کے رنگ میں جھنگ پڑ گیا۔ دل پر ایک بھیس سی لگی۔ مگر چہاہ کیا تھا۔ فرطِ رنج میں پنا کو روانہ ہو پڑے۔ زندگی کا یہ اصول ہے کہ جو لوگ اپنی زندگی میں بہت کم خواہشات رکھتے ہیں۔ ان کا ہر دے ہر وقت لذت کی یاد میں رہتا ہے۔ ان کے دل میں اگر کوئی سواہش یا اچھا پیدا ہو جائے تو وہ فوراً پوری ہوتی ہے۔ خواہ اس کے بلے قدرت کی طرف سے فوق القدر حالات کا ہی اظہار کیوں نہ ہو۔ ہمت داس کے دل میں یہ زبردست خواہش تھی کہ میری جہاںجھیں کسی طرح مجھے واپس مل جائیں تاکہ میں بھگوان کی حاضری میں حسبِ معمول کیرتن کر سکوں۔ اس خواہش کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن چوروں نے ہمت داس سے جہاںجھیں چھینی تھیں۔ ان کی عبارت میں بھاری فرق آگیا چور اپنی یہ حالت دیکھ کر ہمت داس کے پیچھے بھاگے اور کہنے لگے کہ ہمارا پرادھ کھٹما کیجئے۔ اور یہ لیجئے اپنی کھڑتالیں۔ کھڑتالیں دیکھ کر ہمت داس جی خوش ہو گئے۔ دل سے رنج جاتا رہا۔ دولیش ہر دے میں پہلے ہی نہیں تھا۔ اس لیے چوروں کی حالت پر رحم کھا کر ایک دوہے میں یوں پرارٹھنا کی۔

چوہی سے مکھ موڑو چورن نے مند لال

ہمیری دستو چوڑی اب ان کو کر دہال



کہتے ہیں کہ یہ دوہا پڑھتے ہی چوروں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور وہ ہمت داس جی کے چرنوں میں گر پڑے۔ اور باقی عمر کے لئے چوری سے باز رہنے کی پڑنکی کی۔ چوروں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ پڑنے سے بہت سا وقت ضائع ہو گیا۔ اس لئے جب مندر میں پہنچے تو مندر بند ہو چکا تھا۔ پجاریوں نے اندر جانے سے منع کیا اور کہا۔ اس وقت درشن نہیں ہو سکتے۔ اُن کے لئے یہ ایک بھاری صدمہ تھا۔ اسی وقت بھگوان کا دھیان کیا اور یہ دوہا پڑھا۔

کپٹن کو لاگے رہیں ہمت داس کپاٹ

پری کے پگ دھرت ہی کھڈت کپاٹ چھپات  
مطلب یہ کہ مندر کے دروازے تو کچی لوگوں کے لئے بند ہونے چاہیں۔ پری کے تو قدم رکھنے سے اُن کا ذرا کھل جانا ضروری ہے۔ کہتے ہیں۔ یہ کہنا تھا کہ مندر کے دروازے اپنے آپ کھل گئے۔ اور انہیں وہاں بھگوان کے ساکھت درشن ہوئے۔

اس واقعہ کی خبر جب وہاں کے ہمت کو ملی تو فوراً ہمت داس کے پاؤں پڑا اور درخواست کی کہ ہمارا جی! آپ یہاں ہی مستقل طور پر درشن دیا کریں میں آپ کی ضروریات کے لئے ایک گاؤں کی آمدنی آپ کے لئے وقف کرتا ہوں۔ مگر ہمت داس نے اسے قبول نہ کیا۔

ہمت داس کی مالی حالت ابھی نہیں تھی تاہم آئے گئے سادھو ہاتھی پل سیوا نہایت شردھا اور پریم سے کیا کرتے تھے اور اس سلسلہ میں ہمیشہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرتے تھے۔ اس لئے عموماً مقروض ہی رہتے تھے۔ اُن کا گاؤں کے بنیے پریشور داس سے حساب کتاب تھا۔ جب کبھی سادھو ہاتھا آتے تو اسٹاپے خورد و نوش اُس سے منگوا لیا کرتے۔ ایک دن سادھوؤں کی ایک جماعت آگئی اور آکر ہمت داس جی کی مہان بنی۔ ہمت داس جی نے حسب معمول اسٹاپے ضروری کے لئے بنیے کے پاس آدمی بھیجا۔ مگر اُس نے چیزیں دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے پچھلا حساب چکاؤ۔ آگے سو دانتب لے گا۔

عجیب شکل بنی اُس بننے سے ہی لین دین تھا۔ وہ ہی ایسی شکل گھڑی کا سہارا تھا۔ اور اُسی نے جواب دیدیا۔ گھر آکر استری سے ذکر کیا۔ وہ بھاگوان بڑی تپی برتاہی اُس نے اس سے پیشتر بھی اپنے تپی کے پیچھے لگ کر اپنے تمام زیورات اور آٹا سادھو ہاتھاؤں کو کھلا دیا ہوا تھا۔ اب اُس کے پاس سہاگ کی نقد باقی تھی جسے عورتیں نہایت ہی تقدیس کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ بچاری نے جواب میں کہا "اچھا! میری نقد لے جاؤ۔ اور یہ وقت گزار لو۔"

اُس وقت کے رواج کے مطابق ایک تپی کے لئے اپنی پتی کی نقد آتا کہ فروخت کرنا نہایت ہی میسب سمجھا جاتا تھا۔ مگر سادھو سیوا کے لئے ہمت داس جی نے یہ بھی کر دیا۔ اور مہاتاجوں کی دو دن خوب خاطر مدارت کر کے انہیں دواغ کیا۔ مگر ہمت داس جی کو نہ ہی اپنی غریبی کا احساس تھا اور نہ ہی دو لہند بننے کی خواہش ہی کبھی پیدا ہوئی تھی۔ تاہم کبھی کبھی نقد کے گروی رکھنے کا خیال دل میں کھڑا کرتا تھا۔

جو بھگوان کا ہونچکا ہو۔ جس کے خیالات کا پیکر بھگوان کی یاد میں ہی چلتا ہو۔ جسے دنیا میں بھگوت لیلہ دیکھنے کے سوا

اور کوئی کام ہی نہ ہو۔ جو اُس کے رنگ میں رنگا ہوا ہو۔ بھلا یہ کب ممکن ہے۔ کہ بھگوان اس کے دل میں کسی قسم کی دنیاوی خلش باقی رہنے دیں۔ وہ یہ خلش کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ ب اوقات تو ایسی خلش بھگوان اپنے بھگت کو نامرغوب حالات سے گزار کر دُور کر دیتے ہیں۔ اور اکثر دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ عجیب و غریب اور اچھے طریق سے نہایت ہی خوشگوار ڈھنگ سے یہ کانٹا اپنے بھگت کے دل سے نکالتے ہیں جو دنیا میں معجزات اور کرامات کے نام سے مشہور ہوتے ہیں۔

چنانچہ ہمت داس جی کے کیس میں بھی ایسا ہی ہوا۔ یعنی ایک دن بھگوان ہمت داس کا روپ دھار کر بنیے کے پاس پہنچے۔ اور اُسے اُس کا سارا حساب جو تین صد کے قریب بنتا تھا چکا کر اُس سے نکتہ واپس لا کر ہمت داس جی کی پتی کی دیدی۔ پتی اپنے پتی کے غیر متوقع طور پر نکتہ واپس لانے سے حیران ہو گئی۔ دریافت کرنے لگی کہ یہ روپیہ کہاں سے ملا تھا۔ آپ تو دریا پر گئے تھے تھے۔ وہاں سے اتنی جلدی کیسے واپس آ گئے۔ بھلا پوچھا پانڈ کے وقت میں بنیے کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی۔ وغیرہ وغیرہ کئی قسم کے سوال کرتی رہی۔ مگر بھگوان مسکاکر ایسا ہی ہے کہ بھگوان لے رہے اور چند منٹوں کے بعد گھر سے باہر آ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

جب ہمت داس جی واپس آئے اور اپنی استری کے ناک میں نکتہ دیکھی تو وہ حیران رہ گئے۔ پوچھنے لگے۔ یہ کب واپس لائی ہو؟ پتی نے کہا۔ ابھی تو آپ نے خود لا کر دی ہے۔ ہمت داس جی نے کہا۔ میں نے کب لا کر دی ہے۔ استری کے ان شبہ دل سے کہ آپ نے خود لا کر دی ہے۔ کچھ رنج سا ہوا۔ فوراً بنیے کے پاس پہنچے۔ تاکہ اس معاملہ کی تحقیقات کریں۔ بنیے نے غیر متوقع طور پر اس بھگت کی۔ کہنے لگا فرمائیے کس چیز کی ضرورت ہے۔

ہمت داس جی بنیے کا یہ دھیرہ دیکھ کر اور بھی حیران ہوئے۔ کہاں اس کا یہ کہنا کہ جب تک پچھلا حساب ختم نہ کر دو گے۔ سودا نہیں بیٹے گا۔ اور کہاں اس کا خوش آمدید۔ ہمت داس جی نے مشتبہ دل سے دریافت کیا۔ کہ جو نکتہ آپ کے پاس گر دی رکھی گئی تھی۔ وہ کہاں ہے؟ بنیے نے جواب دیا کہ ابھی ابھی تو آپ سارا حساب چکا کر اپنی نکتہ واپس لے گئے ہیں۔ اب ان بھکی بھکی باتوں سے کیا مطلب۔ چنانچہ بنیے نے ہی ہمت داس جی کے آگے رکھ دی۔ وہاں روپیہ بھی آگت پڑا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی ان کے دستخط بھی۔ بس پھر کیا تھا۔ سائے شک و شبہات دور ہو گئے۔ سمجھ آ گئی۔ کہ یہ ساری کرپا اس مہار پر بھوکے ہیں کہ جنہوں نے جو روں کی بھارت لی اور دوبارہ واپس دی۔ جنہوں نے مندر کے کپاٹ کھولے اور جو میری جیون نیا کو اپنی اور کھینچے بیٹے حاربے ہیں۔ اس خیال سے ہی حالت اور ہو گئی۔ اور ہمت داس جی دھندلا دی بھاؤ میں ایسے غرق ہوئے کہ دو دن کے بعد پریش آئی۔

تقریباً ۱۹۶۸ء صفر ۱۲، اپر نظم آتم ختن کے دوسرے اور تیسرے شعروں میں درج ہے کہ  
اٹل بے تغیر اچل اور امر۔ نہیں موت کا جس کو خوف و خطر  
نہ گری نہ سردی کا جس پر اثر۔ نہ بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپے کا ڈر

## قابل تعظیم محترم ایڈیٹر صاحب رسالہ اوم

سادہ نمبر ۱

مجھے اکثر آپ کے رسالہ اوم میں مندرجہ روحانی بلند پایہ مضامین پڑھنے کا عرصہ سے اتفاق ہوتا رہتا ہے اور ان کو پڑھ کر ایک نئی قسم کی روحانی شگفتی پیدا ہوتی ہے۔ رسالہ اوم جیسے بلند پایہ اخلاقی اور روحانی رسالوں کی اس قدر دردت ہے کیونکہ آپ کے پختہ خیالات و جذبات نوجوانوں، بچوں، بوڑھوں، کیا مرد و عورتوں کے روحانی خیالات و جذبات کو ابھارتے ہیں اور جو ماحول توجہ مغربی تہذیب کے ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں جاگزیں ہو رہا ہے۔ اس کے اثر کو دور کرنے کے لئے بہت حد تک مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ میں آپ کے مندرجہ مضامین رسالہ میں پڑھ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور آپ کو لف ہذا آتم گیان پر ایک چھوٹا سا آرٹیکل بغرض اشاعت گذارش کر رہا ہوں۔ آپ کا خیر اندیش۔

صاحب و مال وسند بی لے ایل ایل بی کول اسکورٹ جون شیر پٹارہ لکھنؤ

## آتم گیان

سنار کے سب ہاتھوں۔ ریشوں۔ پیچیدوں۔ مہارتوں نے بہ بانگ دہل کہا ہے۔ وید بھگوان فرماتے ہیں۔

आत्मानम विद्धि आत्मनो वेद्यं (اپنے آپ کو جانو) (اپنے آپ کو جانو) مہادیو جی فرماتے ہیں۔

KNOW THY SELF (اپنے آپ کو جانو) مہرشی رمن جی فرماتے ہیں

ENQUIRE INTO YOUR SELF (اپنے آپ میں تحقیق کرو۔ وغیرہ۔ مہاتما تسلی داس جی نے فرمایا ہے۔ گو گوچر

جاں لگ من جانی۔ نتاں لگ مایا کرت جانو بھائی۔ ارغھت۔ یہاں جہاں تک اندریوں اور من کی رسائی ہے۔ وہ

سب مایا کرت ہے۔ مہاتما پر مہنس سنت فقیر چند جی مہاراج فرماتے ہیں۔ من کے چکر چھوٹنے سے روحانی طبقہ اٹھو میں

آتا ہے۔ ہم نے اس تو کو ڈھونڈنا ہے جو ہمارے اندر پرکاش کو دیکھتا ہے۔ اور شبد کو سنتا ہے۔ کیونکہ پرکاش اور شبد

اور پرچیز ہے۔ اور جو چیز ان کو دیکھتی یا سنتی ہے وہ اور ہے۔ جب اس کی تلاش کی جاتی ہے۔ تو سادھی لگ جاتی ہے۔ جو

تلاش کرنے والا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ کیوں ONENESS PREVAILS وہ اپنی فردیت کو کلیت میں ملا دیتا ہے۔ کیونکہ

ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔ جس کو خبر نہیں اسے جوش و خروش ہے

جو پاکیا ہے راز وہ گم ہے خاموش ہے

اس اونٹن کو سنتوں نے اکال پریش۔ ہندوؤں نے پرمت تو۔ کوسٹھ کہا ہے۔ اپنی ہستی گم ہو جاتی ہے۔ اس اونٹن میں کیا ہے۔

کیا نہیں سب نے خاموشی اختیار کر لی کہی نے جرت روپ کہ دیا۔ اونیہ۔ الپ۔ شانتی روپ کہ دیا آخر معلوم نہ ہوا۔

راز مہنی راز ہے جب تک کوئی محرم نہ ہو کھل گیا جدم تو محرم کے سوا کچھ بھی نہیں

گیان ہماری سمجھ میں ہے۔ اٹھو ہے۔ اور اٹھو بھی سائے اچھیا سوں کا منزل مقصود۔ سنتوں میں بھی جتنی جتنی جکی بدتی ہے۔ جتنی جتنی جکی

کلپنا شگفتی ہے اتنا اتنا ہی کہہ گیا۔ اس گیان یعنی آتم گیان کے نہ ہونے سے ہی۔ انسانی نسل مختلف مذہبوں اور نسلوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔

اس لئے ہمیں منافرت۔ مذہبی جنگ جہل و فساد دیتے ہیں۔ سمجھدار طبقہ کے انسان۔ اعلیت سمجھدار مذہبی لڑائی جھگڑے اور غیرت کو دور کریں۔



# گیانی کی کہانی

از قلم حکیم ریشا اس جی مضطر

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُو حانی ہے اُس کی زبانی  
اگر جسم ہو قید آزاد میں ہوں | اُجڑ جائے گردِ دنیا آباد میں ہوں  
ہو مغموم دل میرا دلشادیں ہوں | کہ فعلوں کا موجد و ایجاد میں ہوں

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُو حانی ہے اُس کی زبانی  
مکیں بھی میں خود ہوں اور خود ہی کمال | ہے اک شے نشان میرا خود بے نشان ہوں  
جو ہو آنکھ شب تار میں بھی عیاں ہوں | بصورتِ دیگر روز روشن ہاں ہوں

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُو حانی ہے اُس کی زبانی  
مساجد میں دیکھو تو مسجد میں ہوں | معباد میں دیکھو تو معبود میں ہوں  
بیس شاہد بھی ہوں اور شہد میں ہوں | خدا سب ہوں اور سب میں ہو جہ میں ہوں

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُو حانی ہے اُس کی زبانی  
اگر نقطہ اوپر تو میں خود خدا ہوں | اگر نقطہ نیچے خدا سے جدا ہوں  
خدا اور جدا بھی بصورتِ خدا ہوں | حقیقت میں خود ہوں خود پہ خدا ہوں

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُو حانی ہے اُس کی زبانی  
میری حمد میں چلتی ہے بادِ صرصر | ذکر و فکر میرا ہوتا ہے گھر گھر  
ہر اک ذرہ ہے میری قدرت کا دفتر | سُنو میرے ہی گیت گاتا ہے مضطر

گیانی سُناتا ہے اپنی کہانی | کہانی رُو حانی ہے اُس کی زبانی

## زندگی اور خوشی کے خزانے

ساری دنیا ایک ہی گھر ہے۔ مختلف ممالک اسی گھر کے کمرے ہیں۔ اور کل نوع انسان ایک ہی پر دیوار ہے۔ ملکی حدود۔ نسلی امتیازات اور مذہبی تعصبات پرانی جہالت کے بوسیدہ کھنڈرات ہیں۔ مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے سے جدا خیال کرنا انسانیت کے حق میں ایسی ہی مہلک غلطی ہے۔ جیسی کہ ایک جسم کے بازوؤں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کی کسی قسم کی ترقی اور تہذیب بھی زمین پر پائیدار امن قائم نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ ہمارے دلوں میں امن قسم کے جاہلانہ تفرقات اور تعصبات موجود ہیں۔ اب جب کہ پچھلی تہذیب فیل ہو چکی ہے۔ اور ساری دنیا آتش جنگ کے روز افزاں شعلوں کے درمیان بحسم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ وقت ہے کہ ہم اصل حقیقت کی طرف بیدار ہوں۔ آج تک کسی زمانے یا کسی ملک میں بھی کسی فرد یا جماعت نے جو کچھ دریافت یا ایجاد یا تخلیق کیا ہے۔ اسے اپنا مشترکہ ورثہ جان کر اسے اپنائیں۔ کل کتب مقدسہ کو اپنی ہی کتب سمجھیں۔ اور تمام بزرگوں کو اپنے ہی بزرگ جان کر ان کی عزت کریں۔ اور اپنی زندگی سے اس موردنی اور مشترکہ دولت میں ایزادی کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ یہ عقیدہ کہ مزید دریافت یا ایجاد یا تخلیق نہیں ہو سکتی۔ صرف انہی اقوام کے دل میں جگہ پاسکتا ہے۔ جو میدان زندگی میں متوازن شکستوں کے باعث مایوس ہو چکی ہیں۔ ورنہ زندگی تو لگاتار ترقی اور تخلیق کا نام ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ تو ہمارے جینے کے معنی کیا؟ اور پھر جینے کی خوشی ہی کہاں؟

جس طرح سوسائٹی میں ہر فرد قابلیت مخصوصہ رکھتا ہے اور جس طرح جسم کا ہر ایک عضو ایک خاص فعل کے لیے ہوتا ہے اسی طرح مختلف قومیں اور مشرق اور مغرب بھی خاص خاص میلانات رکھتے ہیں۔ مثلاً مشرق میں حقیقت کی کھوج کی انگ غالب چلی آتی ہے اور مغرب میں طہورات کے مطالعہ کا زبردست میلان پایا جاتا ہے۔ (پروفیسر نرمل چندر)

## عقیدت

(شری بلجیت سنگھ جی ایم اے پی ای ایس)

کیا کوئی ناکت نہ ہوگا پھر جہاں میں رونما ہو پھر نہ لوٹے گا محمدؐ کے جلوہ نور کا؟  
کیا مسیحا کی ضرورت آجکل سے کم ہوئی؟ کب کرشنا کی بچہ گی از سر نو بنسری؟  
کیا سدھارتھ پھر اتر آئیگا اپنے خویش میں؟ رام کب پھر لوٹ کر آئیگا اپنے دلش میں؟  
اے دل منکر یقیں کر سب کے سب موجود ہیں  
نیرے دل میں تیرا خالق جسکی ہم مخلوق ہیں

# چمکور صاحب کی گودھی میں صاحبزادوں کو گورو گوبند سنگھ جی کا پیغام روحانی

(از قلم شری بلجیت سنگھ جی سجاد اوم لے بی۔ ای۔ ایس)

زندگی ایک عبادت کے سوا کچھ بھی نہیں | زندگی ایک شہادت کے سوا کچھ بھی نہیں  
زندگی ایک شہادت کے سوا کچھ بھی نہیں | جنگ میں کو دمیے تختِ جگر شوق سے جا  
یتغ اور تیگ نے دُنیا کو ہمیشہ جیتا | خدمتِ خلق کا موقع بھی کسے ہے ملتا  
من کو جو جیت گیا، سائے جہاں میں جیتا | جنگ میں کو دمیے نوزِ چشمِ شوق سے جا  
جان کی بازی لگا، ظلم کا طوفان مٹا | وقت آ پہنچا ہے اب جو ہر شمشیر دکھا  
خونِ خالص کو بہا، خونِ شہادت میں نہا | جنگ میں کو دمیے روحِ بقا شوق سے جا

## جسے دکھ سکھ ایک سمان موی دھیر مریش کہلاو

از طرف شری ۱۰۸ سوامی شانت شانت آندرجی مہاراج

ایک تپ

از ویرا سٹور راما کرشنا پارک، امین آباد لکھنؤ

پرہم پر یہ شری یت نندہ صاحب ! اوم آند

شری دھاری کو دکھ سکھ دونوں بھوک اوشیہ بھو گئے ہی پڑتے ہیں۔ چاہے وہ گیانی ہو یا اگیانی۔ عارفوں کے متراج منظور  
جیسے کو سولی بھی گرہن کرنی پڑی۔ اور جنگ جیسوں کو راج گدی ملی۔ رام بگوان اور کرشن بھگوان کو بھی دیہہ دھارن کر کے  
دکھ سکھ دیکھنے ہی پڑے۔ گورو ارجن دیو۔ گورو تیگ بہادر۔ گورو گوبند سنگھ جی نے کتنے کشت اٹھائے اس سے تو کوئی ٹھوٹ  
ہی نہیں سکتا۔ البتہ اگیان کے نورت جو جانے کے بعد اس دکھ سکھ کی پرائی بھاسک تار رہ جاتی ہے۔ پرتیبی اور انو بھوتی تو اوشیہ  
ہوتی ہے مگر ستاشوکیہ ہو کر! کرموں کا ناش بھوک کر۔ اتہ کرن کے دھرم کا ناش پرار بدھ کھٹے کے ساتھ ساتھ بھرائی کی نورتی سے  
اور اگیان کا ناش اپر وکش گیان سے ہوتا ہے۔ آتما میں ہتھول سو کتنم کارن مینوں دیہہ یا انکے دھرم نہیں ہیں پر بھو اور گورو کی کرپا سے نتیجہ  
ہی سادھنا کا پھل ہے۔ یہ بیماری بھی ایک امتحان تھا۔ سو گزر گیا۔ اب چند دن تک مکمل صحت ہو جاوے گی۔ پرہم جزی ۸۷ شانی اکہ پلا ہے بہت شادمانہ



# کیا پاپ تمہارا چھپا کر رہا ہے

از قلم شری چمن لال جی ششوق شاہدہ دہلی

ہمت نہ مارو متیر — پاپ میں بھی نشاپ تمہارے ساتھ ہے — در نہ پاپ کے پاپ ہونے کا احساس کیسے ہوتا —

اندھکار کے پردے میں پرکاش — نرا شما میں آتش کے سامان — اسکی آتما کے روپ میں رہا رہتا ہے۔  
آتما سدا جیو کے ساتھ نہ رہتی ہے۔ در نہ جو نہ جیو ہو جائے۔ پتھر کے سمان —  
آتما پتھر میں بھی سولی ٹر رہتی ہے۔ یدی نہ ہو تو پتھر ذرہ ذرہ ہو کر پتھر جائے — اس کے پر مانوؤں کو سنبھ کون رکھتا ہے۔ اس کو پتھر کا روپ کون دیتا ہے !  
جب پرکاش ہو جائے گا تو تم جان جاؤ گے۔ کہ اندھیروں نے تمہاری درشتی کو گہرائی دی ہے — تیر تار دی ہے — کمزور نہیں کیا۔

فقط اُجالے میں دیکھنے والی آنکھیں اندھیروں کے سرم کیا جانیں ؟  
اندھیرے اور اُجالے۔ دونوں کی اندھوتی جب تک نہ ہو جائے۔ گیان ادھورا رہتا ہے۔ لودھ نہیں بن پاتا۔  
اگیان سے ہی گیان جنم لیتا ہے — اور پھر ایک دن — اگیان میں ہی ڈوب کر سو جاتا ہے — وچتر لیلہ !  
اس لیلہ دھاری کی —

اندھکار کے سمندر میں نہ جانے کتنے سوزج سو رہے ہیں۔ کتنی سرشتیاں ڈوبی ہوئی ہیں۔  
اپنے سمے پر سو رہے۔ مہاسوریہ اور سرشتیوں کے سلسلے ابھرتے رہتے ہیں اور اپنا سماں بتا کر ڈوبتے رہتے ہیں۔  
کتنے ہی سو رہے پر تکی کھن اوڑے ہو رہے ہیں۔ کتنی ہی سرشتیاں پرتی کھن لے ہو رہی ہیں۔  
کون سی سرشتی کا پاپ تمہارا چھپا کر رہا ہے  
دوڑومت دوست نشاپ سدا تمہارے ساتھ ہے۔ اس کی طرف نہکھ کر لو۔ پاپ پیچھے رہ جائیگے۔ پر چھائیوں

کے سمان — !  
اور چاروں طرف اُجالا ہی اُجالا ہوگا۔ تو ساری پر چھائیاں نشاپ ہو جائیں گی۔

ہمت نہ مارو — متیر — پر چھائیوں کو بھول جاؤ۔  
نشاپ کی اور دیکھو — نشاپ سدا تمہارے ساتھ ہے — وہ کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا۔ کبھی نہیں

# قطعات

از شری کشی چند جی گرو در شاہدہ

یکسانیت قلب

دریا سے آفت ہو میرے دل میں ڈال  
تا ہمیش رہوں میں شاداں و فرحاں  
یاس و حسرت بھولے سے نہ ستانے پائے  
ہر سود و زیاں ہو شاہد مجھے یکساں

قیام آفت

رہو راہ بام حقیقت ہوں میں  
اسیر حلقہ دام محبت ہوں میں  
قیام آفت نابے داغ ہو میرے مولا  
رنگ وے یکسر رام عقیدت ہوں میں  
کثرت درد

کثرت درد بھی دوا مری  
یاس و حسرت ہوئی دعا مری  
شکر یہ شاہد اُس رب عالم کا  
لاج رکھ لی جس نے لا انتہا مری

بے ثباتی و دُنب

دُنیا کیا ہے ایک کھیل تماشہ یارو  
حیات کیا ہے آب میں ایک پتاشہ یارو  
جسم انسان ہے بس اک پُڑھ مشین  
گا ہے تولہ ہے تو گا ہے ماشہ یارو

سکندر نہ رہا دارا نہ رہا  
حشمت نہ رہی اور جاہ نہ رہا  
مٹ گئے شاہد مثل حباب  
بنج نہ رہا بنجارا نہ رہا  
غنم کا بنجارا

مانا گردش تقدیر کا مارا ہوں میں  
حقا کشتہ خود ہوں و ناکارا ہوں میں  
دشمنِ تائیر بھی اب بچانے سے رہے شاہد  
جب بے سود فکر و غم کا بنجارا ہوں میں

ذات بیچوس

مجال کس کی کرے ذکر و بات تیری  
بے چوں بے چوں کل ذات تیری  
چاند سورج پر نہیں کچھ موقوف  
ہر ذرے میں ہے کرامات تیری

# بھارت کی عظمت اور درویش حکمران مہاراجہ چندر گپت

مشرقی سائل شاہ تارا گڑھی

جس میں کچھ جوں اُس کو عزت، عزت والے کو دولت، دولت والے کو حکم اور حکم والے کو حکومت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے۔

قاری شیخ حسن منظر

سیکڑوں الگ الگ راجیوں میں بٹے ہوئے بھارت دیش کی آپسی پیوٹ اور اتفاق کا فائدہ اٹھا کر ..... یونانی فوجوں نے اس مہان دیش میں آکر خونخوار درندوں کی طرح لوٹ مار قتل و غارتگری کا طوفان برپا کر دیا۔ چاروں طرف ہمارا پرچ اٹھا۔ ہندوستان کے راجہ لوگ ایک ایک کر کے ہار تے چلے گئے۔ یونانی فوجیں ملک کے بہت بڑے حصہ پر قابض ہو گئیں۔ دیش کے عوام میں ایسی پھیل رہی تھی۔ لوگ بدیشوں کے ظلم سے پریشان ہو کر دکھ سے دیا کل ہو رہے تھے۔ تب گہرائی سے نکل کر ایک سادھو نے جو تپش بشا آشرم (تعلیمی یونیورسٹی) کے مکھیہ ادھیپاک تھے دیش کی آزادی اور ایکگرتا کے لئے میدان میں قدم رکھا۔ یونانیوں کے خوفی پنجوں سے اپنے پیارے دیش کو نجات دلانے کے لئے عوامی جاگرتی کے لئے کام شروع کیا۔

اس سادھو کا نام تھا "ہریشی چانکیہ" چانکیہ جی نے گھر گھر نونو گھوم پھر کر لاکھوں نوجوانوں کو سوئم سیوک کے روپ میں سکھت کر کے گور بلا جنگ کی ٹریننگ دینے کے مراکز چلا کئے۔ دیش واسیوں میں آزادی حاصل کرنے کا جذبہ جگایا۔ ہریشی پٹیل سے دیش آزاد کرانے کے لئے ان کے بھاشنوں سے لوگ بقرار ہو کر گھروں سے نکل پڑے۔ ہر جگہ جہاں بھی یونانی فوجی موجود تھے یا دکھائی دے جاتے۔ لوگ ان پر لوٹ پڑتے۔ آخر گھمان کی جنگ لڑی گئی۔ جس کے جوش کی انتہا نہ تھی۔ یونانی فوجوں کے تربیت یافتہ دستے عوامی جوش کا مقابلہ نہ کر سکے۔ یونانی ہار گئے۔ ہارے ہوئے یونانیوں کے سپہ سالار میلوکس نے منہ میں گھاس لے کر اپنی شکست کا اعتراف کیا اور اپنی لڑائی "میلن" کی شادی ہریشی چانکیہ کے شاگرد "چندر گپت" سے کر کے نیز بہت بڑا علاقہ جہیز میں دے کر صلح کی اور اپنے دیش کو واپس پلٹ گیا۔ بھارت آزاد ہوا۔ اور نہ صرف آزاد ہوا بلکہ ساتھ ہی ایک بہت بڑے دیش کی صورت اختیار کر گیا۔

چندر گپت کو اس مہان منہ دیش کا سمرات بنا کر چانکیہ نے "مہانشری" کا پد گرہن کر کے بھارت کی خوشحالی ترقی اور مضبوطی کے لئے یوجنا میں ارنج کیں۔ دیش دن بدن خوشحال ہوتا چلا گیا۔ دن بدن مضبوط اور مہان دیش کا روپ اختیار کرنا لگے



برہنہ راجہ

سمراٹ چندر گپت کا راجہ جیہہ حیدر باد

قطار در قطار ایستادہ بلوری پتھروں کے رنگین نقاشی دار ہزاروں ستونوں والے ایک بہت بڑے بھون میں سمراٹ کا راجہ دربار لگتا تھا۔

ستونوں کے درمیان محل و اطلس کے شہری کام کے پردے ہر اہلے بختے جن کے نیچے مونسے کی جڑاوتیاں لگی ہوئی تھیں اور درمیان میں کھڑا راستہ تھا۔ جس کے آخر میں سامنے کی طرف ایک اونچی جگہ پر بہت بڑا طلائی سنگھاسن تھا جس میں جڑے ہوئے لال تعداد لال و زمرد ہیرے جواہرات اپنی رنگارنگ روشنی اور جگمگاہٹ سے آنکھوں میں چکاچوند پیدا کر رہے تھے۔ یہ سمراٹ کا دربار عام تھا۔ جہاں ہر روز اجلاس لگا کر سمراٹ اپنے بہت بڑے ملک کے انتظامیہ کا دربار کا جائزہ لیا کرتے تھے۔ دربار میں آج بڑی گہما گہمی تھی۔ سمراٹ چندر گپت کچھ پرانتوں کا دورہ کر کے کل ہی واپس لوٹے تھے۔ اور آج دربار میں آ رہے تھے۔ بھارت کے سبھی علاقوں سے آئے ہوئے لوگ اپنے اپنے علاقوں کے روایتی لباس میں ملبوس خاص سج و سج سے اپنی اپنی نشست پر بیٹھے تھے۔ دوسرے دیشوں کے سفیر و درشن اہل نشی۔ مہابی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ سب لوگ سمراٹ کے پدھارنے کے منتظر تھے۔ دربار عام میں میلانا لگا ہوا تھا۔ تمہی چوہدرے نے لہندہ آواز سے پکارنا شروع کیا۔ سادو دھان! سادو دھان! سادو دھان! بھارت سمراٹ مہاراج ادھیراج۔ مہابی چندر گپت جی پدھار ہے ہیں۔

لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ سمراٹ آئے اور تخت شاہی پر جلوہ افروز ہو کر ہاتھ کے اشارے سے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ راج پر ہوتوں نے اٹھ کر مہاراج کو آتشیر واد دیتے ہوئے راجہ کاج انجھ کرنے کی آگیا دی سمراٹ کے آگے تحفے تحائف و نذرانے پیش ہونے شروع ہوئے۔ چوہدرے بار بار نذرانے پیش کرنے والوں کے نام پکار رہا تھا۔ نذرانے پیش ہوتے رہے۔ لاتعداد نذرانے۔ جوہرات کے بھرے طباق۔ سونے کے جڑاوتیورات، شال دوشالے۔ غالیچے اور قیمتی نادرات و اشیا نذرانے۔ بھارت کی قوت و عظمت کے مظہر۔ سب سے آخر میں دو غیر ملکی نمائندوں نے پرنام کرتے ہوئے اپنے ملک کے تجاوت پیش کر کے اور اپنے بادشاہ کا خط سمراٹ کی سیوا میں رکھا۔ سمراٹ نے خط پڑھا اور بولے۔ تمہارے بادشاہ کا سد بھادنا کا پتر ہم نے پڑھا۔ ہم تمہاری بھارت یا ترا کی سچھٹا کا دھیان رکھیں گے۔ تباؤ بھارت میں تم کی وجہ سے کر آئے ہو۔

ایک نمائندہ نے سر جھکا کر کہا۔ مہاراج! ہم مہان بھارت کے ساتھ اپنے ملک کے سفارتی تعلقات بنانا اور تجارتی معاہدہ کر کے بھارت کی مہتر تاپراپت کرنے کے لکش کو لے کر حاضر ہوئے ہیں۔

سمراٹ نے کہا۔ بھارت کے لوگ تمہاری سد بھادنا یا ترا کا سواگت کرتے ہیں۔ بھارت سب سے مہتر اور سب کی بھلائی چاہتے ہیں اور سب دیشوں سے پیار کا سمبندھ بنانے کا جہان آدش رکھتا ہے۔ یہ کہہ کر سمراٹ نے ایک راجہ کرجاری کو کہا کہ ان دونوں بدیشی نمائندوں کو شاہی مہان خانہ میں لے کر آؤ۔ اس دو۔ اور کل پر دھان مہتری نو اس تمرا دو۔ جس سے یہ لکش پراپتی کر سکیں۔

دونوں نمائندے پرنام کر کے راجہ کے ساتھ شاہی مہان خانہ میں جا پہنچے۔ دربار کی کارروائی چلتی رہی۔

دوسرے دن راجیہ کرچاری نے شاہی مہان خانہ میں آکر دونوں نمائندوں کو پردھان منتری سے ملاقات کے لئے چلنے کے کہا۔ ایک رتھ پر سوار ہو کر تینوں روانہ ہوئے۔ رتھ شہر سے بیچ میں سے گزر رہا تھا۔ بازار کے دونوں طرف سفید رنگ مرمر کی بڑی بڑی عمارتیں کھڑی شہر کی شو بھا بڑھا رہی تھیں۔ جا بجا بڑے بڑے چوک تھے۔ جن میں درمیان میں اونچے چوٹوے اور لال پتھر کے فوارے عجیب بہار دکھا رہے تھے۔ سڑک پختہ اور پتھروں کی بنی ہوئی تھی۔ رتھ گزر رہا تھا۔ دونوں نمائندے حیران ہو کر اوردگر دکھڑی شاندار عمارتوں کو دیکھ رہے تھے۔ بار بار سوچتے تھے کہ وہ بڑی عمارت جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ ہے۔ وہ پردھان منتری کا نواسی استھان ہوگا۔ لیکن جب رتھ اُس عمارت کے پاس سے گزر کر آگے بڑھ جاتا۔ تو آگے نظر آنے والی پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور بڑی عمارتوں کو یہ دیکھ کر پھر سے پردھان منتری کے نواسی استھان کا الزام کرنے لگے۔ رتھ چلا جا رہا تھا۔ شہر کے بڑے بڑے بازاروں۔ خوبصورت عمارتوں اور باغیچوں کے درمیان بنے ہوئے عمارت ایک ایک کر کے گزر رہا ہے۔ آخر ایک نے راجیہ کرچاری سے پوچھا۔ پردھان منتری کہاں نواسی رکھتے ہیں؟

کرچاری نے کہا۔ شہر سے باہر۔  
دونوں نے آپس میں کہا۔ ٹھیک ہے اتنے بڑے دیش کا پردھان منتری ان بڑی بڑی عمارتوں سے بھی بڑی اور خوبصورت عمارت میں رہتا ہوگا۔ آخر کیوں نہ ہو۔ بھارت جیسے دیش کا پردھان منتری جو پتھرا۔ رتھ چلتے چلتے شہر سے باہر نکلا۔ شہر کے باہر واقعی خوبصورت پتھروں بھرے باغیچوں کے درمیان دلکش عمارتیں نظر آ رہی تھیں۔ دونوں نمائندے پھر اندازے لگانے لگے۔ رتھ گزرتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ تمام عمارتیں جو شہر کے بیرون موجود تھیں ختم ہو گئیں۔ اب کھیت نظر آنے لگے۔ کہاں رہتے ہوں گے پردھان منتری؟

دونوں حیران ہو کر سوچ رہے تھے۔ کھیتوں کے درمیان بنے راستے پر رتھ چلا رہا اور آخر کار ایک جگہ جا کر رُک گیا۔ سامنے راستے کے ایک طرف ایک چوگان میں لکڑی کے تختوں کی بار کے درمیان بنی ایک جھونپڑی نظر آ رہی تھی۔ دروازے پر ایک سادہ حار آدمی کھڑا تھا۔ راجیہ کرچاری نے رتھ سے اتر کر اُسے کچھ کہا۔ وہ اندر جھونپڑی میں چلا گیا۔ اور کچھ دیر بعد واپس آ کر اندر آنے کے لئے کہا۔ دونوں نمائندے راجیہ کرچاری کے ساتھ اندر داخل ہو رہے۔ یہاں کون رہتا ہے؟ کس سے ملنے لے آیا ہے؟ دونوں حیران ہوئے ایک دوسرے کا مونہہ دیکھ رہے تھے۔ اندر جا کر دیکھا۔ ایک سادہ سی لکڑی کی چوکی پر ایک ہی دھوئی جسم پر لیٹے ایک پُرش بیٹھا ہے۔ جس کے ارد گرد کچھ لوگ بیٹھے بھوج پتروں پر اُس کی ہدایات کے مطابق مکھ رہے تھے۔ کرچاری نے دونوں کو لیجا کر سامنے بھی تپائیوں پر بٹھا دیا۔ پردھان منتری یہ ہیں؟ — یہ درویش صورت آدمی اتنے بڑے دیش کا پردھان منتری ہے؟

پردھان منتری نے دونوں نمائندوں کا سواگت کرتے ہوئے کہا۔ آپ کے بادشاہ کا خط میں نے پڑھ لیا ہے۔ آپ اپنی آمد کا مدعا بیان کیجئے تاکہ بات آگے چل سکے۔  
دونوں نے سفارتی تعلقات و تجارتی معاہدے کرنے کی بات کہی۔ اپنی ضرورت اور سہولت کے متعلق بات کی۔ بہت دیر تک بات چلتی رہی بالآخر مناسب شرائط پر معاہدہ جات طے ہو گئے۔

دونوں نمایندگان انتہائی خوش اور مسرور تھے کہ بات بڑی خوش اسلوبی سے طے پائی ہے۔ ایک نے فرما سے کہا۔ بھارت جیسے جہاں دیش کی شویا آپ جیسے جہاں منتری سے ہی ہے۔ آپ کی قابلیت سوجھ بوجھ ملکہ ہے۔ لیکن یوں فقیرانہ لباس اور سادہ بود و باش رکھ کر نیز ایک معمولی چھوس کی جھونپڑی میں رہ کر آپ اتنے بڑے دیش کا انتظام کیسے کر پائے ہیں؟

جہاں منتری نے کہا دیش کے انتظامی معاملات کا میرے لباس۔ رہائش اور سادگی سے کیا تعلق۔

نمائندہ نے کہا۔ حکومتی وقار کے لئے شان و شوکت بنائے رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ بنائشان و شوکت جتنا پر حکومت کا رعب و دبدبہ نہیں پڑتا۔ اور لوگ بے پرواہ اندر اور قانون شکن ہو جاتے ہیں۔ جہاں منتری نے ہنستے ہوئے کہا۔ حکومت کا وقار شان و شوکت کا مرہون نہیں۔ انتظام کی خوبی۔ چوکسی اور دیش سیدائے کے جذبوں سے ہوتا ہے۔

نمائندہ نے کہا۔ ہم حیران ہیں۔ ہماری بدھی یہ ماننے سے عاجز ہے کہ حکومت شان و شوکت سے چل سکتی ہے بہار اپنے دیش میں دوسرے دیشوں میں ہم نے یہی دیکھا ہے۔ لیکن آپ کی مثال ایک نئی بات ہے۔ بالکل نئی اور انوکھی! یہ ناممکن بات کیوں کر ممکن ہوئی ہماری بدھی ماننے سے اب بھی انکاری ہے۔ کیا ہم راج کاج کا چلن۔ آپ کی آگیا کا پالن اور راجیہ ادھیکاروں کی رکٹ کا در شبہ دیکھ سکتے ہیں۔

جہاں منتری نے کہا۔ بے شک اگر آپ دیکھنا چاہیں تو ایسا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر ایک کرچاری کو بلا کر کچھ سمجھایا اور پھر نمائندوں سے کہا۔ آپ میرے اس آدمی کے ساتھ چلیے اور دیکھئے کہ لوگ مجھ در دیش کی آگیا کا پالن کیسے کرتے ہیں۔ نیز جتنا میں قانون کا احترام اور ڈپلن کیسا ہے۔ یہ آپ کو دکھاؤں گا۔

دونوں نمایندہ پر نام کر کے کرچاری کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جوجن کر چکھنے کے بعد کرچاری انہیں ساتھ لے کر شہر کے بیچ ایک چوک میں پہنچا۔ وہاں ایک طرف بنے ہوئے ایک دیوان خانہ میں انہیں بٹھا کر دروازے کے پاس لگے ہوئے ایک سیاہ پتھر کی بٹلا پر جو راجیہ گھوشتا کھنے کے لئے کام میں آتا تھا۔ مندرجہ ذیل الفاظ لکھ دیئے۔

”آج کے دن جو پیش اس راستے سے گزے اپنی تمام نقدی۔ زیورات و قیمتی کپڑے بٹال دوشالے اتار کر یہاں رکھتا جاوے۔“

یہ لکھ کر وہ کرچاری دونوں نمائندوں کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ نمائندہ دیوان خانہ کی کھڑکیوں میں کھڑے بازار کی طرف دیکھتے رہے۔ راستہ چلتے ہوئے لوگ اس بٹلا کے پاس پہنچے۔ بکھے ہوئے شہد پڑھتے اور بٹلا کو پرنام کر کے اپنا سامان اتار کر وہاں رکھتے خاموشی سے آگے بڑھ جاتے۔

شام تک اس بٹلا کے آگے دھرتی پر مختلف قیمتی چیزوں کا بہت بڑا ڈھیر لگ گیا۔ جڑاؤ لگن۔ انگوٹھیاں۔ طلائی کرٹے نقدی سے بھری تھیلیاں۔ بٹال دوشالے ڈھیروں وہاں جمع ہو گئیں۔ اندھیرا ہونے لگا تب کرچاری نے کہا۔ چلیے اب آپ کو همان خانے میں پہنچا دیا جاوے۔

نمائندہ جو غیرت زدہ ہو کر دن بھر اس عجیب نظارہ کو دیکھتے رہے تھے حیران ہو کر ایک نے کہا۔ یہ اتنا بڑا ڈھیر، یہ



قیمتی اسٹیا کیا لڑی پڑی رہیں گی؟ کیا فوجی گارڈ کا پہرہ نہیں لگے گا۔ اگر کوئی اٹھا کر لے گیا تو؟  
کرچاری نے کہا:- بے شک یہ تمام سامان رات بھر اسی جگہ اسی طرح پڑا رہے گا۔ ہمارے دیش میں چوری نہیں ہوتی  
کوئی کسی کی چیز نہیں اٹھاتا۔ اس بڑے گارڈ کی ضرورت نہیں۔

”یونہی بنا حفاظت پڑا رہے گا؟“ دونوں نمائندے ایک ساتھ بول اٹھے۔

کمال ہے پھر ایک نے کہا۔ اب آگے کیا ہوگا۔

کرچاری نے کہا:- کل آپ کے آنے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔ آئیے چلیں۔

دونوں نمائندے حیرانی سے سامان کے ڈھیر کو دیکھتے ہوئے کرچاری کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔

اگلے دن جب دونوں نمائندے کرچاری کے ساتھ مقررہ جگہ پر پہنچے تو واقعی ہر چیز جیٹوں کی تیوں وہیں پڑی تھی۔

عجیب دیش ہے۔ عجیب ہیں یہاں کے لوگ۔

کرچاری نے شبلا سے پہلا لکھا ہوا مٹا کر نئی ہدایت لکھی ”اس ڈھیر میں پڑی ہوئی جو چیز جس کسی کی ہو اس کو لے جاؤ (جکم پر دھان منتری)

دونوں سفیر نمائندے کھڑے دیکھ رہے تھے۔ لوگ آرام سے چلتے بادی بادی شبلا کے پاس پہنچتے۔ لکھی ہوئی عبارت پڑھتے پڑھتے پرنام

کرتے اور اپنی اپنی چیزیں پہچان کر چپ چاپ پہن کر واپس چلے جاتے۔ دیکھتے ہی دیکھتے لوگ اپنی اپنی چیزیں لے گئے۔ ڈھیر

ختم ہو گیا۔

دونوں نمائندے دیکھ رہے تھے تب ایک نے پوچھا۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی کی کوئی چیز بدل گئی ہو یا اسے نہ ملی ہو۔ لیکن

وہ راجیہ شکستی کے بھے سے چپ دم سادے چلا گیا ہو۔

کرچاری نے کہا انہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ لوگ حکومت سے ڈرتے نہیں اپنا کر تو یہ سمجھ کر حکومت کو سہیوگ دیتے ہیں۔ پھر

بھی آپ کہتے ہیں تو تسلی کر لیتے ہیں۔ یہ کہہ کر کرچاری نے پہلا لکھ مٹا کر نیا لکھ دیا۔

”جس کسی کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو۔ وہ راجیہ کاریہ میں سوچنا دے (جکم پر دھان منتری)

نمائندوں میں سے ایک نے پوچھا۔ راجیہ کاریہ کہاں ہے۔ کرچاری نے کہا۔ آپ جہاں کھڑے ہیں۔ یہ دیوان خانہ ہی

راجیہ کاریہ ہے۔ جو اس چوک کی انتظامیہ دیکھ بھال کرتا ہے۔

دونوں نمائندے کھڑکی میں کھڑے دیکھتے رہے لوگ شبلا پر لکھی عبارت پڑھتے اور چپ چاپ آگے بڑھ جاتے کسی نے کسی قسم

کی شکایت نہ کی۔ — شام ہو گئی۔

ایک نمائندے نے حیرت سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا:- آپکا دیش واقعی سدا چاری لوگوں کا دیش ہے پہلے تو اتنی قیمتی چیزوں کو بلا تعہد

رکھ جانا اور پھر اپنی اپنی چیز اٹھا کر رضی سے لے جانا۔ عجیب بات ہے۔ نہ کسی کی کوئی چیز تبدیل ہوئی نہ گم ہوئی۔

کرچاری دونوں نمائندوں کو لیکر جہاں منتری کی جھونپڑی پر پہنچا۔ نمائندوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ آپ دھنیہ ہو۔ اور دھنیہ ہے لپکی پر جا۔

یوں تیارگی بند کرتے بڑے دیش کی حکومت چلانا واقعی حیران کن اور عجیب مثال ہے۔

# سچا دیش بھکت

از قلم کوی کرشن چندر رومی نئی دہلی

سچا جو دیش بھکت ہے بھگتی کب کرے      اندر ہی اندر بھگتی کی سے کو پیا کرے  
یہ رام نام جس کے ہے اندر ہی دم گیا      آند اُس کے ہر سے میں ہر دم بسا کرے  
بے زر امیر دیکھ کر یو نہی جلا کرے      جکا ہے جو نصیب وہ خود ہی ملا کرے  
ٹھگ آدمی کو پڑتی ہے آخر خدا کی مار      دھوکا فریب دنیا میں دودن چلا کرے  
بن آگ ہی جلا دیگی بے کس کے دل کی آہ      کیونکر کسی غریب پہ ظالم جفا کرے  
دولت لٹاؤ جان بھی فشر بان کیجئے      قوم و وطن کی بہتری تب ہی ہوا کرے  
باہم لڑیں گے نیتا تو پرچب ڈکھی رہے      دانہ کے ساتھ ساتھ لگھن بھی سپا کرے  
طوفان ہیں زلزلے کہیں قبر خدا غدر      دنیا میں جو بھی چلے وہ خود ہی خدا کرے  
ہر سو پر بھو اس دیش میں خوشحالیاں رہیں      جیسے چمن بہار میں پھولا پھلا کرے  
غیروں کے درخشم میں جو ہوگا بشر شریک      بندہ وہی خدا کا جو سب کا بھلا کرے  
کابل فقیر دُنی کو دل سے نکال دے      ہراک کی بہتری کی وہ دل سے دعا کرے  
زر دار کے تو غم میں ہیں ساخی روی ہزار      بے کس غریب دکھ کا وہ کس سے گلا کرے

گیتا کا پانچواں باب کا دھین گائے ہے اے رومی  
مانگو مراد اس سے جو وہ ہی ملا کرے

# مہا بھارت کاشانتی پرب

(گذشتہ سے پیوستہ)

(سلسلہ کے لئے دیکھیں ساتواں شانتی انکسٹہ صفحہ ۱۸۵)

## بھیشم جی کا راجہ کے دھرم اور گنوں کا وزن کرنا

دشیر پائن جی کہتے ہیں :- اس کے بعد یڈھشٹر نے شری کرشن اور بھیشم جی کو پرنام کر کے سب گورو جنوں کی آگیا لیکر پرسن کیا۔ یڈھشٹر لوہے :- پتاہ ! دھرم کے جاننے والے ایسا مانتے ہیں کہ راجہ کا دھرم شریٹھ ہے۔ اس لئے آپ مجھے راج دھرم کو دستار کے ساتھ سنا دیئے۔ راجہ کے دھرموں میں دھرم اچھ کام اور موکش سب شامل ہیں۔ جیسے گھوڑے کو قابو میں رکھنے کے لئے گام اور ہاتھی کو دوش میں رکھنے کے لئے انکس ہے۔ اسی طرح سب سنار کو مریدا کے اندر رکھنے کے لئے راج دھرم رسی کا کام دیتا ہے۔ پراچین رشیوں نے جس کا سیون کیا ہے۔ اس راج دھرم میں اگر راجہ موہ دوش پر ماد کر بیٹھے تو سنار کی ویڑھیا ہی بگڑ جاتی ہے۔ اور سب لوگ ویاکل ہو جاتے ہیں۔ جیسے سورج چڑھتے ہی اندھکار ناش ہو جاتا ہے۔ اسی پرکار راج دھرم نشوں کی اشک گتی کا وزن کرتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے مجھے راج دھرم کا ہی اپدیش کیجئے۔ کیوں کہ آپ سمجھیں دھرم اتادوں میں مریشٹھ ہیں۔ ہم سب لوگوں کو آپ سے ہی دھرم اپدیش مل سکتا ہے۔ بھگوان کرشن جی آپ کو بدھیانوں میں شریٹھ مانتے ہیں۔

بھیشم جی نے کہا :- میں جہان دھرم کو دتو بدھاتا شری کرشن کو اور سب برہمنوں کو سنسار کر کے سناتن دھرموں کا وزن کر رہا ہوں۔ یڈھشٹر ! تم دھیان دے کر میرے اپدیش کو سنو۔ کرو شریٹھ راجہ کے لئے سب سے پہلے اپنی پرجا کو پرسن رکھا ضروری ہے۔ اس کے لئے وہ دیوتاؤں کا پوجن اور برہمنوں کا پورن سمان کرے۔ کیوں کہ دیوتاؤں اور برہمنوں کے پوجنے سے وہ دھرم کے دن سے مکت ہوتا ہے۔ اور ساری پرچیا اُس کا آدر کرتی ہے۔ مینا ! تم ہر جے کے لئے سدا پرشار تھ کرتے رہنا۔ پرشار تھ بنا صرف دیو (قمت) سے راجاؤں کا کام سڈھ نہیں ہوتا۔ اگرچہ کاریہ کی سنتی میں دیو اور پرشار تھ دونوں دھارن کارن ہیں تو بھی میں ان میں سے پرشار تھ کو ہی شریٹھ مانتا ہوں۔ اگر کوئی شترو ج کیا ہو کام خراب ہو جائے تو اس کے لئے من میں دکھ نہ ماننا۔ اپنے کو سدا پرشار تھ میں لگائے رکھنا۔ یہی راجاؤں کی پردھان نیعتی ہے۔

سنیہ کے بغیر دوسری کوئی بھی چیز راجاؤں کو سڈھی دینے والی نہیں ہے۔ سنیہ پرائن راجہ اس لوک میں اور پر لوک میں بھی سکھ پاتا رشیوں کے لئے بھی سنیہ ہی پریم دھن ہے۔ اسی طرح راجاؤں کے لئے بھی سنیہ کے سوا دوسرا کوئی سادھن و شواس دلائے والا نہیں ہے۔ جو راجہ گن دان رشیل دان۔ من پر قابو رکھنے والا۔ کوئل سجاو والا۔ دھرم پرائن۔ جتندریہ۔ پرسن مکھ اور دانی ہے وہ



کبھی راج کشتی سے بھرپور نہیں ہوتا۔ کروندوں! سدا نرم برتاؤ کر نیوالے راجہ کی بات کوئی نہیں مانتا۔ اور سدا سخت برتاؤ کرنے والے راجہ سے لوگ تنگ آجاتے ہیں۔ اسلئے تمہیں وقت کے مطابق کوتاہ اور کھڑتا دونوں کا ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ مینا! تم برہمنوں کو کبھی ڈنڈ نہ دینا۔ اس دشتے میں منوجی نے جوشلوک کہے ہیں۔ اُن کے بھاد کو تمہیں سدا اپنے ہرے میں رکھنا چاہیئے۔ اگنی جل سے، کھستری برہمن سے، اور لوہا پتھر سے پرگٹ ہوا ہے۔ ان سب کا تیر دوسری جگہ کام دیتا ہے۔ لیکن اپنے کو پیدا کرنے والے کارن میں جا کر شانت ہو جاتا ہے۔ جب لوہا پتھر پر مارا جاتا ہے۔ آگ پانی میں لگائی جاتی ہے۔ اور کھستری برہمن سے دولیش کرنے لگتا ہے۔ تو یہ تینوں ہی دریل پڑ جاتے ہیں۔ اور دُکھ اٹھاتے ہیں۔ یہ سوچ کر تمہیں سدا برہمنوں کو ٹسکا کرنا چاہیئے۔ اگرچہ ایسی بات ہے تو بھی اگر برہمن ہی تینوں لوگوں کو ہانی پہچانے لگیں تو اُن کو بھی بازو بل سے دبا کر ڈنڈ دینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ اس دشتے میں کرپا آچا رہنے دوشلوک کہے ہیں۔ اُن کے سار کو گرہن کرو۔ برہمن دیدانت کا دواں ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ شستراٹھا کر پڑھ میں ساٹنا کرنے کے لئے آ رہا ہو تو دھرم پالن کر نیوالے راجہ کو اپنے دھرم کا پالن کرتے ہوئے اُسے ضرور قید کر لینا چاہیئے۔ اُس برہمن سے نشٹ ہوتے ہوئے دھرم کی جو رکھٹ کرتا ہے۔ وہی دھرمیگہ ہے۔ اتھائیوں کو مارنے سے پاپ نہیں مانا جاتا۔ کرو دھ میں بھرے ہوئے استائی کو تو اُس کا کرو دھ ہی نشٹ کرتا ہے۔ یہ ضرور دھیان رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر براہمن اپرا دھ کرے تو اُسے جلا وطنی کی سزا دینی چاہیئے۔ اُسے شریک ڈنڈ نہ دینا چاہیئے۔ جیسے بسنت دتو کا سونج نہ تو زیادہ ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ اور نہ کڑی دھوپ ہی کرتا ہے۔ اسی پر کار راجہ کو بھی نہ بہت نرم ہونا چاہیئے۔ اور نہ بہت سخت، پرتیش، انومان، ایمان اور آگم۔ ان چاروں پر مانوں سے اپنے پرانے کی پہچان کرنی چاہیئے۔ تم سب پرکار کے شعلوں کو چھوڑ دینا۔ کیوں کہ کسی بھی شغل (عیب) جو اٹھنا۔ تاش کھینا وغیرہ میں آسکت نشوں کا مضمار میں ایمان ہوتا ہے۔ پر جا کے بے راجہ کا برتاؤ کر رہو دتی استری کا سا ہونا چاہیئے۔ جیسے گرہ دتی استری اپنے من کو اچھے لگنے والے پدارتھوں کو کھوڑ کر وہ پدارتھ کھاتی ہے جس سے گرہ کے بالک کی بھلائی ہو۔ اسی طرح دھرماتما راجہ کو بھی اپنی بھلائی۔ کا خیال نہ کر کے پرہیا کی بھلائی کے خیال کو ہی سیکھ رکھ کر کام کرنا چاہیئے۔

ہے پانڈو نندن! تم دھیرج کا بھی کبھی تیاگ نہ کرنا۔ جو اپرا دھیوں کو ڈنڈ دینے میں شلوکچ نہیں کرتا۔ اور سدا دھیرج رکھتا ہے۔ اُس راجہ کو کبھی بچے نہیں ہوتا۔ نوکروں کے ساتھ زیادہ ہشی مذاق نہیں کرنا چاہیئے۔ اس میں جو برائی ہے اُسے سنو۔ نوکر لوگ زیادہ منہ لگیں تو مالک کا ایمان کم بیٹھتے ہیں۔ اپنی مراد اپرا قائم نہیں رہتے۔ اور سوامی کی آگیا کا انگن کرنے لگتے ہیں یہی نہیں وہ راجہ پر بھی تم چلانے لگتے ہیں اور رشوت لے کر جملسا نہی کر کے راج کے کاموں میں گھن ڈال کر تے ہیں۔ بنا دتی آ گیا۔ ہتر نکال کر راجہ کے سارے راج کو چُرس بیٹھتے ہیں۔ دنواس کے پہرے داروں سے بل کر اندر جانے لگتے ہیں۔ اور راج کے سامان ٹھاٹ باٹھ کتے پھرنے لگتے ہیں۔ یہاں تک کہ سوامی کے نزدیک بے شرمی کا جو ہار کرتے اور اُس کی گت باتیں بھی پرگٹ کر دیتے ہیں۔ ہنسی مذاق کرنے والے اور کوئل سمجھا دے راجہ کو پاکر نوکر لوگ اُس کا مزاد کرنے لگتے ہیں۔ اور اُسکی

لے آگ لگانے والا، نہ دینے والا، آتھ میں سترے کرانے والا، دھن کا چھیننے والا، زمین چھیننے والا اور استری کا چھیننے والا چھوڑ کر اپرا ہی آتھ کی کھلا ہے۔

سواری میں رہنے والے ہاتھی، گھوڑے اور رتھ پر بھی اکیلے چڑھ کر گھومتے ہیں۔ عام دربار میں میٹرک دوستوں کی طرح برابری کا برتاؤ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "راجن! آپ سے اس کام کا ہونا کھٹن ہے۔ آپ کا یہ برتاؤ بُرا ہے۔" راجہ کو غصے ہوتے دیکھ کر مہس دیتے ہیں۔ اور اگر وہ اُن نوکروں کا ستان بھی کرے تو وہ پرستن نہیں ہوتے۔ راجہ کی خفیہ باتیں اور اُس کی کمزوریوں کو دوسروں پر ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور اُس کی آگیا کی پرواہ نہیں کرنے۔ پاس ہی بکھرا ہوا راجہ سُنا رہتا ہے۔ اور وہ بُرے ہو کر اُس کے زبور بیٹے، کھانے، نہانے اور خچن لگانے وغیرہ کی دل لگی اڑایا کرتے ہیں۔ اُن کے دے راجہ جو کام لگتا ہے۔ اُس کو وہ بُرا بتاتے ہیں۔ اور چھوڑ بھی دیتے ہیں۔ انہیں جتنی تنخواہ دی جاتی ہے۔ اتنے سے سنتوش نہیں ہوتا۔ جیسے لوگ ڈوری میں بندھی ہوئی پھریا کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی راجہ کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں۔ اور سادھارن لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ راجہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اُس پر ہمارا ہی حکم چلتا ہے۔ "یہ شتر! راجہ جب ہنسی مذاق کرنے والا اور کول سجاد کا ہوتا ہے۔ تو اوپر بتائے ہوئے اور دوسرے بھی بہت سے دوش پر گرتے ہو جاتے ہیں۔

یہ شتر! راجہ کو غنمی ہونا چاہیے۔ جو استری کی طرح بیکار بیٹھا رہتا ہے۔ اُس راجہ کی پرستنا نہیں ہوتی۔ اُس دشنے میں شکر آچاریہ کا کہا ہوا ایک شلوک ہے۔ جس کا بھاد اس پر کار ہے۔ جیسے سانپ پل میں رسنے والے چوہوں کو نگل جاتا ہے۔ اُسی طرح دوسرے راجاؤں سے لڑائی نہ کر لے والا راجہ اور گھرنہ چھوڑنے والا برہمن۔ اُن دونوں کو پرتھوی نگل جاتی ہے۔ یعنی وہ پرستنا رتھ نہ کرنے پر مجبوتے ہیں۔ جو صلح کرنے کے یوگیہ ہوں۔ اُن سے سبیل طلب کرو۔ جو درد دھ کے پاتر ہوں۔ اُن سے درد دھ کرو۔ راج کے سات انگ ہیں۔ راجہ، شتری، مہتر، خزانہ، دلش، قطعہ اور سینا۔ اُن میں سے کسی کے بھی برخلاف اگر کوئی آچرن کرے تو وہ گورو ہو یا مہتر، مار ڈالنے کے یوگیہ ہے۔ ہمارا راجہ مُرت کا کٹا ہوا ایک پُرانا شلوک ہے جو برہمپتی کے مت اُتو سار راجہ کے ادھیکار پر پرکاش ڈالتا ہے۔ اس کا بھاد لویں ہے۔ "گھنڈ میں بھر کر کر تو یہ اگر تو یہ کا دھیان نہ رکھنے والا اور گارگ پر چلنے والا غنیش اگر اپنا گورو ہو تو بھی اُس کو دُند دینے کا ستان ددھان ہے۔ راجہ سگر نے تو نگر کے لوگوں کا بہت کرنے کی اچھا سے اپنے بڑے پتر کا تیاگ کر دیا تھا۔ اُس کا نام تھا "انجنس" وہ پڑوسیوں کے بالکوں کو کپڑے سر جو بڑی میں ڈوبو دیا کرتا تھا۔ اس کے لئے پٹانے اُسے گھر سے نکال دیا۔ اس لئے پر جا کر پرستن رکھنا ہی راجہ کا ستان دھرم ہے۔ ستیہ کی رکشا اور جو بار میں سر نہا بھی راجہ کا کر تو یہ ہے۔ دوسروں کا دھن چوٹ نہ کرے۔ جس کو جو کچھ دینا ہو وقت پر دینے کا پربندھ کرے۔ پر اگر سی۔ ستیہ وادی اور کشا میل نہ رہے۔ ایسا کر نیوالا لاج۔ کبھی ستیہ مارگ سے بھر شٹ نہیں ہوتا۔

جو من کو قابو میں کئے ہوئے ہے۔ جس نے کرودھ کو جیت لیا ہے۔ جیسے شتر کے تاتیر کا نشیچہ ہے۔ جو دھرم ارتھ کام اور موکش کی پرتھی میں لگا رہتا ہے۔ اور اپنے گیت و چاروں کو دوسروں پر پرگٹ نہیں ہونے دیتا۔ وہ راجہ ہونے کے یوگیہ ہے۔ راجہ کو چاروں درنوں کے دھرموں کی رکشا کرنی چاہیے۔ سنا کہ دھرم سگرنا سے بچا اُس کا سناٹ دھرم ہے۔ راجہ کسی پر بھی دشو اس نہ کرے۔

جو پُرش اکل ہی دشو اس کرنے یوگیہ ہو۔ اُس پر بھی مکتل دشو اس نہ کرے۔ راج نیکی کے چھو گن ہوتے ہیں۔ سندھی (دلاپ)

اگر شتر اپنے سے طاقتور جان پڑے تو اُس کے ساتھ صلح کر کے میل جول بڑھانا چاہیے۔ یہ سندھی نامی گن کہلاتا ہے۔





# ایک خط

ای۔ اے۔ آنند کیتن بھڑوہلی  
۷-۱۲-۷۷

آدرشیہ تندرہ صاحب ! مسکراہ

اوم کا تازہ شمارہ نظر نواز ہوا۔ کرم ارزانی کے لئے شکریہ  
سب تخلیقات معیاری ہیں اور توصیف سے بالاتر ہیں۔ صفحہ ۲۵ پر سنیا اور ریڈیو سے متعلق غش اور غفلت شریات کے بارے میں  
میرے پیرو مشد جہاں منڈلیشور شری سوامی گورچرن داس جی مہاراج پر دھان بھارت سادھو سماج کی طرف سے پردھان شری  
شری مہاراجی ڈیسائی کی سید میں جس بدعت کے بارے میں مناسب سدباب کی گزارش کی گئی ہے وہ ایشیل پرچار و اقمی قابل مذمت  
ہیں تے گذشتہ دنوں ۱۲ کو اسی موضوع پر بھارت سرکار کے وزیر نشریات شری ایڈوانی کی خدمت میں جو مراسلہ بھیج کر انہی  
توجہ اس روز افزوں بدعت کی طرف مبذول کرانی تھی اس کی نقل آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ مناسب خیال فرمائیں۔ تو  
اوم کے کسی قریبی شمارہ میں شائع فرمائیں۔ اگرچہ اس بحرانی دور میں کسی سدباب کی توقع تو خیال خام ہے۔

کس کا دل ٹپتا ہے درد کے فسانے پر ہم کہے تو جاتے ہیں کون سننے والا ہے  
پیر بھی سوامی جی مہاراج کی ہم نوائی ہم سب پر لازم ہے۔ انہوں نے جس اخلاقی گراؤ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اُسکی  
طرف سے بے پروائی اور چشم پوشی قوم کے لئے خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ بیوہ بیٹھا رہے جو ہمارے معاشرے رگ و پے میں  
سراپت کر رہا ہے اور اس کا جھلک اثر نعرہ لڑ کے لڑکیوں کی فطرتاً عریاں پسندی اور بد اخلاقی کی صورت میں رونما ہو رہا ہے۔  
اس خطرناک صورت حال کو سننے۔ سمجھنے۔ دیکھنے اور سوچنے کی ضرورت ہے۔ اگر اس دور میں اس کا سدباب نہ ہوا جب کہ بھارت  
سرکار کی باگ ڈور محترم مراد جی بھائی، اور ایڈوانی صاحب اور باجی صاحب جیسے سلجھے ہوئے رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے۔ تو اور کب  
ایسی بدعتوں کو ختم کرنے کا وقت ہوگا۔ اس کے خلاف موثر آواز بلند کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ نقل مراسلہ حب ذیل ہے۔

قابل احترام جناب ایڈوانی صاحب ! آداب عرض

گذشتہ تیس برسوں میں بہت بار اخبارات میں آپ کے بیانات پڑھنے کا اتفاق ہوتا رہا ہے۔ راسٹر یہ سوئم سنگھ سے  
بھی وابستگی رہنے کی وجہ سے آپ کے نام نامی کو سن کر نیز آپ کا فوٹو سہاچار تیروں میں دیکھ کر آپ سے غائبانہ تعارف رہا ہے  
جس دن سے آپ ہندو سرکار میں حکمہ الاملاعات و نشریات کے وزیر بن کر جتنا سرکار میں شامل ہوئے ہیں۔ آپ کی خدمت  
میں عرض گزار ہونے کی سوچا رہا ہوں۔ مگر خط لکھنے میں یہ خیال مانع رہا کہ نہ جانے آپ کیسے کیسے اہم قومی مسائل میں اُبھے ہوئے ہونگے  
اور کہ نہ جانتے میرے گزارش نامے پر کیا گزردے۔

حال ہی میں عوام کے مفاد کے پیش نظر فلم انڈسٹری اور آکاش بانی کے طریقہ کار میں اصلاح کرنے اور صحت مندانہ ادارہ کو  
فروغ دینے سے متعلقہ اخبارات میں آپ کے بیان پڑھ کر یہ خط لکھنے کی جرات کر رہا ہوں۔  
آپ نے بذات خود ملاحظہ فرمایا ہوگا ملک میں گزشتہ دس پندرہ برسوں میں بن کر منظر عام پر آنے والی فلموں کا معیار کس قدر

پست اور قبیح ہو گیا ہے۔ عربانی ہے کہ حد سے نکل کر "مادر پدر آزااد" ہو چکی ہے۔ فلی گانے اس قدر گھٹیا اور لچر ہیں۔ کین کو سینسر بورڈ کی پسند اور لکھنے اور گانے والوں کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے بھی تو اوروں کی طرح محسوس کیا ہوگا۔ کہ ریڈیو پر دن رات نشر ہونے والے فلی گیت ایسے یہودہ، بے معنی اور لچر ہیں کہ باپ، بہو اور بیٹی، بھائی بہن، اور بیٹا ماں کی موجودگی میں بے شرم ہو کر سننے لگتے۔ غیرت تو اہارت نہیں دیتی۔

کیا آپ تو تبہ از دانی فرما کر اس بدعت، جو فلم اور ریڈیو کے ذریعے عام ہو کر ہند میں بدگشتی اور بدکرداری کو فروغ دینے کا موجب بن رہی ہے، کا انسداد فرمانے کی سعی فرمائیں گے؟  
جنٹا کی خدمت کے لیے آپ کے عزم اور حوصلے کی بھلندی اور بحیثیت وزیر فرض کی ادائیگی میں خوش اطواری کیلئے آپ کی کامیابی کا طالب  
میں ہوں آپ کا نیاز مند بشی پٹیل دی

## یہ حیات بے ثبات

اذتلم دیسچی پیشاوری

کوئی سوچے کون سے دن کے لئے ہے یہ اثاث  
ٹوٹ جائیں گی طمنا ہیں دیکھتے ہی دیکھتے  
ہو رہیں گے مسترد سود و زیاں کے سلسلے  
غیر وغیرہ اپنے بھی دامن کشاں ہو جائیں گے  
ہوئے عالم کا سماں ہوگا نظر کے سامنے  
یوں نظر آنے لگے گی بے زندگی  
ظلمت بے انتہا چھا جائیگی چاروں طرف  
اس قدر ہے زخم جس پر اتنا جس پر ناز ہے  
کوئی دم کا کھیل ہے جن و ثباب رنگ و بو  
آرزو میں، ولولے، ارمان سب مٹ جائیگے  
صورت ایسی ہے تو کوئی چارہ نہ ہستی کریں  
سانس جو باقی ہیں بس ان کو عنایت جان کر  
نہیں اگر تو نیکیاں ہیں ساتھ جاننے کے لئے  
یا بالآخر دولت یاد خدا کام آئے گی

ساتھ کس کے جائے گا یہ ساز و سامان حیات  
خاک میں مل جائے گا اک روز ایوان حیات  
ختم ہو جائے گا آخر کار و بار زندگی  
دفعہ اٹھ جائے گا سب اعتبار زندگی  
کارواں تو کارواں ہوگی نہ گمراہ کارواں  
جس طرح طوفان زدہ ہوکشتی بے بادیاں  
تیرگی میں ڈوب جائیگی شعاع زندگی  
کچھ نہ ہونے کے برابر ہے متاع زندگی  
یہ طلبسم آرائی و عالم فنا ہو جائے گا  
دفعہ آج ساز و ہستی بے صدا ہو جائے گا  
تھام لیں گہنی ہوئی دیوار کو تدبیر سے  
کیوں نہ ہم یکسر بدل دیں خاک کو انگیر سے  
اور سرمایہ اگر کچھ ہے تو وہ ایمان ہے  
اسے رشتی تن کا قفس اپنا نہ اپنی جان ہے

# گائے کا دودھ

از قلم نڈت ایشر داس جی شرمپانی، میٹریسٹری

بکری اور بھیڑ تو چھ ماہ کا عرصہ بچہ پیٹ میں رکھ کر بچہ جنتی ہے۔ اور شیر دار ہو سکتی ہے۔

گائے ۹ چاند (ماہ) اور ۹ دن  
بھینس ۱۰ چاند (ماہ) اور ۱۰ دن  
گھوڑی ۱۱ چاند (ماہ) اور ۱۱ دن  
گدھی ۱۲ چاند (ماہ) اور ۱۲ دن  
اونٹنی ۱۳ چاند (ماہ) اور ۱۳ دن

دوسری طرف عورت (استری) ۹ چاند (ماہ) اور ۹ دن گائے کے برابر عرصہ میں بچہ جنتی ہے۔ اس واسطے گونا گونا اور انسانی مانا برابر کے عرصہ میں شیر دار ہونے کی وجہ سے گائے کو ماں کا درجہ ملا۔ نیز گائے کا دودھ انسانی بچے کے لئے اتنا ہی مفید ہوتا ہے۔ جتنا کہ اپنی جننی کا۔ گائے کا دودھ زرد و سفید اور مائع ہوتا ہے۔ اور بڑھی یعنی عقل سلیم کو دینے والا ہوتا ہے۔ جس سے آدم گیان کے حاصل کرنے میں حساب (ریاضی) اور علم حیوت نش کے سمجھنے کی بڑھی پر اپت ہوتی ہے۔

بھینس کا دودھ اگرچہ گائے کی نسبت زیادہ مقدار میں اور گھی بھی زیادہ نکالتا ہے۔ مگر یہ شریک کو موٹا بھدا۔ اور عقل (بڑھی) کے دویہ پر مانوؤں کا ناش کرتا ہے۔ اور انسان میں بڑھ بڑھی پیدا کرتا ہے۔ اور روحانی علم کے سمجھنے میں انسان قاصر رہتا ہے۔ اسی لئے پراچین بھارت نو اسی رشتیوں نے گائے کا دودھ ہی استعمال کیا جس سے ان کی بڑھی وید اور شاستروں کے دقیق مسئلے کو سمجھنے کے قابل بنی۔ گائے کا دودھ امرت کے سان سے اس کے استعمال سے شریک اور انسانک روگ دور ہوتے ہیں۔ اور انسان تندرستی کی نعمت کو حاصل کر کے سو سال کی اوٹ تک زندہ رہتا ہے۔ گائے کے دودھ سے پھر تیل اپن اور محنت کرنے کی شکتی پیدا ہوتی ہے۔ گائے کے دودھ سے پلا ہوا بیل کھیت میں ۲۴ گھنٹے کام کرنے پر بھی تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا۔ لیکن بھینس کے دودھ سے نشوونما حاصل کر کے ایک بھینسا نہ تو زیادہ بوجھ ہی اٹھا سکتا ہے اور نہ ہی زیادہ گھنٹے کام ہی کر سکتا ہے۔ بھینس کا دودھ جسم میں موٹاپا پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے زیادہ استعمال سے انسان سست و بخت بن جاتا ہے اور زیادہ محنت نہیں کر سکتا۔ لیکن گائے کا دودھ استعمال کرنا ایسا سونگنی۔ شانت یعنی سلیم العقل۔ تجسوی۔ دھارمک۔ سنہی۔ کام اور کردھ کو جیتنے کی شکتی رکھتا ہے۔ گائے کے دودھ سے سمن شکتی (یاداشت) بڑھتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ پراچین کال کے ریشمی مٹی پیار وید اور چیش ستروں کو ازبر کر لیتے تھے۔ اور اپنے شیشوں کو بھی زبانی یاد کر دیتے تھے۔ جو سبق وہ ایک دفعہ پڑھ لیتے تھے۔ عمر بھر اسے یاد رکھنے کی سمر تھا رکھتے تھے۔ (بقیہ صفحہ ۶۲ پر دیکھئے)



# صحت کے متعلق نہایت مفید اقیقت

اذ قلم پروفیسر نرمل چندر جی

- ۱۔ جسمانی بناوٹ :- اعضاء کے افعال اور زندگی کے قوانین کا علم نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر ہم اپنے جسم کی شین کو جلد ہی بگاڑ دیتے ہیں۔ ہمیں کوئی پیار نہیں کرتا۔ ہم خود اپنی جہالت اور بے اعتدالی سے بیمار ہو کر رہ جاتے ہیں۔
- ۲۔ خوراک :- جو غذا کھاؤ۔ اُسے خوب چباؤ۔ ہاضمہ کا عمل منہ میں ہی شروع ہو جاتا ہے۔ بہت کھانے سے طاقت بڑھنے کی بجائے گھٹتی ہے۔ بہت گرمی کھانا مضر ہے۔ جو شخص آدھ سیر دودھ پیتا ہے اُسے گرمی کی ضرورت ہی نہیں۔ آدھی ٹھانک روزانہ گرمی کافی ہے۔ گرمی کو بہت گرم کرنے سے وہ بھی بے پستی گرمی سا رہ جاتا ہے۔ کچھ سبزیوں کا کھانا بہت مفید ہے۔ سبزیوں اور پھلوں کو کھانے سے پہلے ان کا دھو لینا ضروری ہے۔ گاجر، مولی، تنم، خربوزہ، تر، کھیر، دھیرہ چیزیں قیمتی پھلوں سے زیادہ مفید ہیں۔ حتیٰ الامکان بازاری چیزیں خاص کر جو ٹھنڈی ہوں۔ مت کھاؤ۔ کھانیاں بہت مضر ہیں کبھی ان کا استعمال نہ کرو۔ گوشت خوری کی عادت بھی کئی طرح کی بیماریوں کا موجب بنتی ہے۔
- ۳۔ پانی :- گرمیوں میں پیاس لگنے پر پانی پیو۔ شربت کی مٹھاس جسم کے اندر گرمی پیدا کرتی ہے۔ ہر حالت میں برف سے بچ کر رہو۔ برف اور سوڈا پانی بے احتیاطی سے پیاد کئے جاتے ہیں۔ اس لئے صحت کے لئے بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ جب برف رکھو۔ پانی برابر پیتے جاؤ۔ ورنہ فائدہ کی بجائے نقصان ہوگا۔ پسینہ آنے کے سبب موسم گرمیوں میں بہت پانی پینے کی ضرورت ہے۔ ساکن پانی مرده اور بہتا ہوا پانی ماندار ہوتا ہے۔ کنوئیں کی نسبت نالکوں کا پانی بدرجہا بہتر ہے۔
- ۴۔ ہوا :- ہوا بھی خوراک ہے۔ بدبو کو زہر یا مواد سمجھو۔ اور اس لئے بدبو محسوس کرنے کے بعد پانی سے گلی کو ناسرواری ہے۔ ہگرے سانس لو۔ منہ ڈھانپ کر سونے کی عادت نہایت مضر اور گندی ہے۔ ٹوپیل رہی ہو تو کمرے کو بند نہ کرو۔ ٹو مضر نہیں۔ مگر بند ہوا بہت نقصان دہ ہوتی ہے۔ جن کی ٹی ٹی یا مادی کا گھر ہے اور کمرے سے لگا کر ہوا نکلنے کا بندوبست ساتھ ہی موجود نہ ہو۔ جب صاف ہوا زور سے چلنے لگے۔ سب دروازے اور کھڑکیاں کھول دیا کرو۔ گھر صاف ہو جائے گا۔ جہاں تک ہو سکے۔ کھلی ہوا میں رہو اور کام کرو۔ حتیٰ الامکان کھلی ہوا میں سویا کرو۔ اگر کمرے کے اندر سونا پڑے تو اس کی کھڑکیاں اور روشن دان کھلے رکھو۔
- ۵۔ نہانا و جسم کی صفائی :- جہاں تک ہو سکے۔ گرم پانی سے غسل نہ کرو۔ اعضاء کی شخصیت کو خاص طور پر صاف رکھو۔ جیسے جوٹھا پانی پینا اچھا نہیں۔ اس طرح اسے جسم اور خاص کر اعضاء کی شخصیت کے لئے استعمال کرنا بڑی غلطی ہے۔ اعضاء کی شخصیت کی صفائی منہ پر چمک لایا کرتی ہے۔ چہرہ ہی بتا دیتا ہے کہ اعضاء کی شخصیت صاف نہیں یا غلیظ۔ کھردرے تو لبے سے جسم کو اور خاص کر چہرے کو زور سے پونچھا کرو۔ غسل خانہ صاف ہو۔ اس میں کوئی غلیظ یا فالتو شے موجود نہ ہو۔ کھرے کی صفائی پر

سد انظر رکھو۔ منہ یا جسم پونچھنے کے لئے ایک تولیہ مت استعمال کرو۔ بالائی صابون دانی بالکل صاف ہوں۔ پٹری کے پینڈے کو بھی دیکھا کرو۔ منہ (دہان) جراثیم کا اڈا ہے۔ کیونکہ اس میں ہوا روشنی نہیں ہوتے۔ اس کے اندر سخت اندھیرا اور خوراک کے اجزا رہتے ہیں۔ اسلئے دانتوں اور زبان کی صفائی بہت ضروری ہے۔ خاص کر کھانے کے بعد۔ سب سے اچھا برش دانت ہے لیکن اگر برش استعمال کرنا پڑے۔ تو استعمال کے بعد اس پر نمک چھڑک رکھو۔ ایسا کرنے پر وہ جراثیم سے محفوظ رہ کر بیاریوں کا موجب نہ ہوسکے گا۔ جھانویں کو صاف رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔

۴۔ چھین۔ صرف ضروری چیزیں اس کے اندر ہوں۔ اس کے اندر کھتی داخل نہ ہونے پائے۔ دھوئیں کے لئے پورا انتظام ہو۔ رشتہ خدان ہر وقت کھنے نہیں۔ کھانے کی چیزیں ہوا کے سامنے کھلی نہ رہیں۔ جالی کا استعمال بہت اچھا ہے۔ جو شخص کھانے پینے کی چیزیں مکھی سے بچانے کی احتیاط نہیں کر سکتا وہ غذا کی صفائی کو جانتا ہی نہیں۔ رستی میں جو پورے استعمال کئے جائیں۔ وہ بالکل صاف ہوں۔ اور رستی تیار کرنے والے کے بال۔ کپڑے۔ ناک۔ منہ۔ حلق اور ناخن بالکل صاف ہونے چاہئیں۔ جو کچھ برتنوں کا استعمال نہ کیا جائے۔ نہ اس کے اندر بخوتی چلے یا کھڑاؤں لے جانے کی اجازت دی جائے۔

۵۔ گھر اور اس کے سامان کی صفائی۔ یہ تمہارے اندر اتنا دیر آگ تو ہو کہ گھر کو غیر ضروری چیزوں سے صاف کر سکو۔ بامعنی سجادت کے سوا فضول تقاویر۔ کھلونے وغیرہ کمرے میں مت رہنے دو۔ دریاں اور قالین بیاریوں کے گھر میں۔ انہیں اٹھا دو۔ نوار کو اگر ہر ماہ میں ایک بار صاف نہیں کر سکتے۔ تو بیاری اور غلاطت پیدا کرے گی۔ اور اس حالت میں اُس کا نہ ہونا ہی بہتر ہے اس کے اندر جراثیم کو رہنے کا بڑا موقع ملتا ہے۔ الماریوں کے پیچھے صفائی کا خیال رکھو۔ در نہ وہاں جراثیم کو اپنی بستیاں بنانے کا کھلا موقع مل جائے گا۔ کبھی مکان کو سامان سے بھر دینا صحت کے لئے خطرناک ہے۔ صرف بالفردورت سامان رکھو۔ فالتو سامان دوسرے کو مفت دینے میں بخل سے بچ کر رہو۔ چار پائیوں کے پائے۔ اور آن کا بان صاف ہو۔ بالوں کو گھر میں نہ بکھرنے دو۔ کنگھی اور صفائی کے برش کو ہمیشہ صاف رکھو۔ انہیں کھولتے ہوئے پانی کے ذریعے صاف رکھو۔ کمرے کے کونوں یا چھت میں جالے نہ لگنے پائیں۔ اگر گھر صاف نہیں ہیں تو شہر کی صفائی اسی طرح ہی نفول ہے۔ جیسے جسم کو اندر اور باہر سے غیلنا رکھتے ہوئے صاف کپڑوں کا پہننا۔ گھروں کی اندرونی صفائی کے بغیر شہر کی صفائی بیاریوں کے پیدا ہونے سے روک نہیں سکتی۔ کنگھیاں اور چمچھر ایک گھر سے دوسرے گھر میں بیماریاں لپیٹا کرتے ہیں۔

گائے کا دودھ (الفیہ صفحہ ۶۱) گائے کا دودھ ہمیشہ کپڑے سے چھان کر اور خوب گرم کر کے تین ابالے دیکر پینا چاہیے۔ حضرت محمد صاب نے فرمایا کہ گائے کا دودھ تو امرت ہے۔ لیکن گائے کا گوشت زہر ہے۔ اس سے لاعلاج امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

گائے کے گوبر سے زراعت کو ترقی ملتی ہے۔ گائے کے گوبر سے زمین میں تین سال تک طاقت رہتی ہے۔ بھینس کے گوبر سے دو سال۔ بکری کی میٹھن دو سال کے بعد زمین کے لئے مفید بنتی ہے جبکہ وہ لگ جاتی ہے۔ لیکن گائے کا گوبر فوراً اثر کرتا ہے۔ ہلک جراثیم کو مارتا ہے صحت کے لئے جو مفید جراثیم ہیں۔ ان کو تقویت دیتا ہے۔

گومانس کھانا مغربے اسلئے اسے کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔ علمائے حکمت یونانی والوں نے بیان کیا ہے کہ اگر اس گوشت کے پکانے کے لئے چرلے کے نیچے پیسل کی نکلڑی کی آگ جلائی جائے تو کھانے والے کو کھڑ اور سفید کھڑ وغیرہ موزی بیاریوں کا امکان رہتا ہے۔ اسلئے بھارت کے رشتوں نے اس کا کھانا ممنوع قرار دیا ہے۔

# نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں

از قلم شری موہن جی نہال

اگر پارِ نیا لگانی ہے تم نے ۔ طوفاں نہ دیکھو یہ چپو پنبھالو  
دوب جانے کا خطرہ دلوں سے بھلا کر کشتی کو کھولو سمندر میں ڈالو

نکالو سبھی خام خیالی جو دل کی وہم اپنے دل سے سبھی تم نکالو  
نقی بہمت جہنوں نے دکھائی جہاں میں ترقی کے زینے پہ آخر چڑھے ہیں  
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

کرو حوصلہ قدم آگے بڑھانا۔ اپنی یہ نیا کنارے لگانا  
سبھی دلوں میں تمہارے ذرا آگے بڑھکر ہیں تم دکھانا  
گو طوفاں ہے برپا بھیانک یہ منظر مگر تم نے ہرگز نہ یاں ڈلگانا

لہروں سے کھیلو سمندر میں اترو سمندر جو اترے وہی یاں تھے ہیں

نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

پرتاپ بیوا۔ گویند سنگھ بہادر۔ ہندوستان کی جو تھے ایک چپا در  
لوہا ظلم سے لیا تھا انہوں نے دیش سوا کو نکلے تھے خود دکھ اٹھا کر  
منظروں سے ٹکر گواہاں نہیں تھی بہمت کی ان میں نہ لیکن کمی تھی

خود دکھ اٹھایا نہ سر کو جھکایا کمر بستہ جنگ کو وہ گویا کھڑے ہیں  
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں



# گنگا جیل

(از شری خیرائی رام جی پوری بی ایس سی)

ओ गंगे च यमुने चैव गोदावरी सरस्वति ।

नर्मदे सिन्धु कावेरी जले ऽस्मिन् सन्निधिं कुरु ॥

گنگا دیدوں کے زمانے سے ہی ہندوستان کی واحدیت کی نشانی کے طور پر مقدس تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ ہر ہندو انسان کے وقت گنگا، جمنا، سندھ، کاویری، سرسوتی، گوداوری، زربدا کا نام لیتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا شلوک سے ظاہر ہے۔ ایک دریا شمال کا نام دوسرے جنوب کے دریا سے وابستہ ہونے کا مطلب یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ ہندوستان ایک غیر منقسم ملک ہے علاوہ ازیں کہا جاتا ہے۔ گنگا گیتا گائتری تینوں مکتی کی ذاتی ہیں۔ گیتا اور گائتری پر ہزاروں کتب چھپ چکی ہیں۔ شہنشاہ اکبر کے متعلق آئین اکبری میں ابو الفضل نے لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر گنگا جل ہی پایا کرتے تھے۔ اور خاص ترسیل کا انتظام تھا۔ یہ سبیلہ اور نگ زیب کے وقت بھی جاری تھا۔ انگریزوں کو اس کی صفات کاتب پتہ چلا جب وہ سمندری جہازوں میں اسے پینے کے لئے لیجانے لگے۔ ان دنوں نہر سوئز بنی گئی۔ اور جہاز افریقہ کا چکر لگا کر جاتے تھے۔ انگلستان سے دریائے ٹیمز Thames کا پانی لیس کر چلتے جو تقریباً ایک ہفتہ بعد خراب ہو جاتا۔ مگر کلکتہ سے گنگا کا پانی تین ماہ تک خراب نہ ہوتا ایسے وہ اس کے ڈرم بھر کر ہمیشہ جہازوں میں موجود رکھتے اور یہ دنیا کا چکر لگا کر آنے کے بعد بھی تروتازہ رہتا۔ ان حالات سے متاثر ہو کر آجکل کے سائنس کے دلدادہ اصحاب نے اس کا کیمیائی تجزیہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ رٹکی یونیورسٹی کے حکمہ کیمیائی Chemistry Dept نے رشی کیش سے گنگا جل کا نمونہ لے کر تجربات شروع کئے۔ اس کی رپورٹ اخبار سٹڈے سینڈرڈ مورننگ ۲۶/۹/۶۶ میں شائع ہوئی ہے۔ جس کا اختصار حاضر خدمت ہے۔

گنگا جل کے اصلی حالت میں رہنے کے متعلق تین نظریات قائم کئے گئے۔

- ۱۔ ایسے کیمیائی مرکبات کی موجودگی جو ریڈو ایکٹو ہیں۔
- ۲۔ ایک قسم کے خوردبینی اجسام کی موجودگی جن کو بالوفیکس کہتے ہیں۔ جو بکٹیریا بنا کر نے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔
- ۳۔ دریا کی تہ میں ایسے مرکبات کی موجودگی جو اس کی اصلی حالت قائم رکھ سکیں۔

اب ہم تبذیرج ان نظریات پر غور کریں گے۔

(۱) ریڈو ایکٹو مرکبات کی موجودگی: کئی دھاتیں ایسی ہیں جن سے ریڈیائی شعاعیں نکلتی ہیں۔ اور ان کی قلیل سے قلیل مقدار بھی بکٹیریا بنا کر سکتی ہیں۔ دیگر کئی دھاتیں مثلاً چاندی، لوہا، تانبا، کرومیم، بکریا کو تہ نشین کر کے ان کو ختم کر دیتی۔ یا اثرات

کے ناقابل بنادیتی ہیں۔

تازے گنگا جل میں بکڑیا فائدہ مند وغیر فائدہ مند پائے گئے وہ پہلے دو دن تو بڑھتے رہے تیسرے دن سے کم ہو کر چھ دن ختم ہو گئے۔ اور آٹھویں دن بالکل نہ رہے۔ دوسرے دریاؤں کے پانی میں پہلے دو دن چار پانچ گنا بڑھے اور ۱۵ دن کے بعد بھی قائم رہے۔ جہنا کے پانی میں پہلے چند دن گھٹتے بڑھتے رہے اور ۱۴ دن کے بعد بھی قائم تھے۔

ریڈیولوجیکل RADIOLOGICAL امتحان سے اس میں سبب ۲۱ پایا گیا۔ جو ۲۳۱ کے شکستہ ہونے سے بتا ہے۔ گو مقدار بہت قلیل تھی مگر بکڑیا فنا کرنے کے لئے کافی تھی۔

گنگا جل کو مقلط کر کے اس کا اثر ہیضہ پیچش کے جرثومہ نکاح E, پر دیکھا گیا۔ یہ ان کو برباد کرنے میں نہایت کامیاب ثابت ہوا۔

۱۔ خود دین سے معائنہ کرنے پر اس جل میں بکٹریو فیکس کی موجودگی پائی گئی۔ یہ جرثومہ کیسہ جات (Cells) جس سے تمام جاندار اجسام نباتات و حیوانات کی ساخت ہوئی ہے، ان کی بیرونی حدود والی دیوار کو کھا کر اُسے فنا کر سکتا ہے۔ یہ اس جل کو خراب ہونے سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

۲۔ گنگا جل کے نیچے کی ریت میں بھی مذکورہ بالا نکاح E کو فنا کرنے کی صلاحیت پائی گئی۔ عام طور پر گرم کرنے سے اس کی کسی شے کو پیدا یا فنا کرنے کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں ریت کو ۸۰ ڈگری سینٹی گریڈ تک گرم کرنے کے بعد بھی اس کی بکٹریا فنا کرنے کی طاقت موجود رہی۔

اس سے سائنسدان بہت متاثر ہوئے کہ آج سے ہزار ہا سال پہلے ہمارے رشیوں نے ان صفات کو کیسے جانا۔ اور سب سے بڑے بڑے شہر کا پیورینا دس الہ آباد (پریاگ) پٹنہ۔ کلکتہ اس کے کنارے بسائے۔ روزانہ ہندو لاکھوں کی تعداد میں اس کے کنارے کھڑے ہو کر اپنے بزرگان کا نام لے کر ترپن کرتے ہیں۔ بلکہ جن دوسرے جنم کی رُحوں کوئی دھڑ نہیں ان کو بھی پانی دیتے ہیں۔ ایک شلوک جھکا ہوا آرتھ حنبذیل ہے۔

”یعنی دیوتا۔ اُسر۔ یکش۔ ناگ۔ گندھرب۔ اکشش۔ پش۔ پاج۔ گوہ۔ یک (مخفی پریت وغیرہ) سمدھ۔ درخت۔ پرند۔ زمین میں رہنے والے سانپ۔ چڑھے وغیرہ۔ ہوا میں رہنے والے نرک میں پڑے ہوئے سبز اکاٹ رہے ان کو میں پریتی سے جل دیتا ہوں۔ وہ اسے حاصل کریں۔ جو میرے رشتہ دار ہیں۔ یا رشتہ دار نہیں یا جو دوسرے جنموں میں میرے رشتہ دار تھے۔ جن کو مجھ سے پانی پلنے کی امید ہے وہ سب تربیت ہوں۔

علاوہ انہیں وہ سورج کے آگے پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ ہے تیرے بھگوان اپ اس داس پر کر پا کریں اور اس کے بعد وہ گھونٹ گنگا جل پی کر گنگا مائی کی جے کہہ کر چل دیتا ہے۔

**ضروری نویدن** ۴/۱ (چار) روپے ڈاک خرچ کی بچت کریں۔ آپ اپنی میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ماہ پیشتر ہی اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چار روپے کی بچت کر سکتے ہیں۔ سالانہ چندہ صرف اٹھائیس (28) روپے ہے۔ مگر دی۔ پی پر چار روپے زائد دینے پڑیں گے۔ شیگر

# کہہ سکتے ہیں خدائے مہربانہ کیا؟

## اوم پریمیوں کے تعریفی خطوط

آدرشہ شری مندرجہ!

سادرہری سرن۔ جنوری ۱۹۷۷ء کا سالنامہ شانتی انک دھینواد پُردوک مل گیا ہے۔ آپ کے پریم کا بڑا ہی اجماعی ہوں۔ جو آپ ہمراہ اور ہر سال 'اوم' روپی امرت کا پوترہ کلش پتریکا کے روپ میں ہمارے پریوار میں بھیج کر ہمیں ترمادھ کرتے ہیں اس بار آپ نے شری دشنو سہسرنام کو اردو میں پہلی مرتبہ بہت شدھ اور صاف شبدوں میں شائع کر کے اردو پڑھے دشنو بھگتوں پر بہت ہی اچکا کر کیا ہے۔ پروفیسر میکس مولر جنہیں سنکرت والے نوکس مولر کہہ ان کا اور کرتے ہیں کے سمبندھ میں اردو لٹریچر میں یہ پہلی جانکاری ہے۔ جو اوم کے شانتی انک میں شائع کی گئی ہے۔ ایسے ہی بھگوان کرشن کی گوربانی میں استوتی بھی بہت کمال کا ہے۔ اس استوتی سے یہ سدھ ہوتا ہے کہ ہندو دھرم کے رکھشک گورو صاحبان بھگوان کرشن کے بہت بڑے آپائٹک تھے۔ جو بات شاید آج کے سکھ بھائیوں کو عجیب سی لگے گی۔ ان تمام گنوں سے بھرپور شانتی انک جیسے انمول ترن کے سچل پرکاشن کے لئے آپ اور شری بھائی برہماندجی مندرجہ بہت بہت ودھانی کے پاتر ہیں۔ بھگوان آپ کو اور زیادہ شکتی پردان کریں۔

کدرا ناٹھ پر بھاکر راج جیوتشی سہارنپور ۱۰/۷/۷۷

بخدمت جناب رہنمائے خلق: تسلیم

ترقی تمدن کی راہوں پر چیل کر

نبارک مبارک نیا برس ہر دم

جہیں اوم ص اور ہے نہ کوئی غم

کر کو خدمت خلق تم زندگی میں

سالنامہ ۱۹۷۷ء شانتی انک پڑھا۔ آپ دنیا سے فن و آداب اور مخلوق پروردگار پر جو روحانی برکت کا بیش بہا خزانہ بانٹ کر بھلے بھٹکے ان لوگوں کو ایثار کی عظمت اور ذرہ ذرہ میں نہاں عظیم شکتی کا پرچار کر کے روجوں کو پوتر آتما سے ملاپ کرنے کا صحیح طریقہ بتلا رہے ہیں۔ اُس کے لئے دنیا میں کوئی دوسری ایسی پینک عبید ماڈرن دور میں ملنی مشکل ترین مسئلہ ہے۔ رسالہ اوم کی عظمت اور مقبولیت ستاروں کی مانند درخشاں رہے گی۔ وجے لال ریڈیوسنگر

لکھنؤ ۱۳/۷/۷۷

بخدمت اقدس شری گورو کدھناٹھ جی مندرجہ! سادرہنمکاد، جے بگت



میرا پیارا اوم سالانہ شغفاتی انک و تاریخ کوئل گیا تھا۔ آدھے سے زیادہ پڑھ لیا ہے۔ بہت آندر ہا ہے۔ دیکھی، چنت اور پریشان رعوں اور آتماؤں کے لئے یہ شغفاتی انک بہت شغفاتی دائیک ثابت ہوگا۔ اور آب حیات کا کام دیگا۔

ساری نظم و نثر ایک سے ایک بڑھیا ہے۔ جیون کو بدلنے والے راہ راست دکھانے والے مضامین سے یہ سالنامہ پڑھنے۔ گویا گزشتہ سبھی سالوں کا اس میں عرق نچوڑ کے رکھ دیا ہے۔ ہاتھ کا لٹھی رام جی چاولہ کا انداز بیان کمال کا ہے۔ ان کا ایک ایک لفظ دل کو چھو جاتا ہے۔ اور باعث راحت و تسکین قلب ہوتا ہے۔ ان کے مضامین شروع کر کے تمام پڑھ لئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں کرتا۔ میں نے تو ان کے دسوں مضمون ایک ہی بیٹھک میں پڑھ ڈالے۔ آندر نہیں پریم آندر پراپت ہوا۔ اس عمر (۹۰ سال) میں ایسے مضامین لکھنا انہیں کا ہی کام ہے۔ کمال ہے۔ بھگوان ان کو اچھا سواستھہ پر دان کریں تاکہ طویل عرصہ تک ناظرین اوم ان کے نیک و چاروں اور اپدیشیوں سے مستفید ہوتے رہیں۔

پولیس جیسے حکم میں رہتے ہوئے شری نریندر ناتھ جی شرمانے جو روحانی ارتقا حاصل کیا ہے۔ اور نظم و نثر میں کمال حاصل کیا ہے۔ اس کے لئے وہ ودھائی کے مستحق ہیں۔ ان کا طرز بیان قابلِ حد ستائش ہے۔ شری حکیم ریلداس جی کے تو کیا کہنے یہ تو دل و دماغ کے تالوں کو کھول دیتے ہیں۔ اور سرورِ جادوئی دل و دماغ میں بھر دیتے ہیں۔ اسی طرح سبھی شعراء حضرات دیکھکوں نے کمال کیا ہے۔ اور اپنی کلا کا کماحقہ مظاہرہ و پردرشن کیا ہے۔

حقیقت میں پیار سے اوم کی ترقی و ہر دلعزیزی (دیش و دیش میں) کا سہرا شری رام جی اپنی شعراء کرام دیکھکوں کے سر سے جن کے مضامین پیار سے اوم کی زینت بنتے ہیں۔ یہ سبھی ودھائی کے مستحق ہیں۔ اور آپ کا انتخاب بھی لا جواب ہے۔ اس لئے آپ سب سے زیادہ ودھائی کے مستحق ہیں۔ میں آپ کے رسالہ اوم سے ۴۰ برس سے مستفید ہو رہا ہوں۔

ادب و احترام کے ساتھ

نیاز و عافیت کیش رتن چند دیپلو نارکنڈہ نواسی ہاجل پردیس ۱۵/۸

مانیہ و شری سندھ جی۔ سادر تمسکار۔

آپ کی طرف سے بھیجی ہوئی رسالہ اوم کے شغفاتی انک کی دو کاپیاں بذریعہ ڈاک موصول ہوئی تھیں۔ بہت بہت دھنیہ باد۔ ایک کاپی میں نے اپنے لئے رکھ لی ہے۔ اور دوسری کاپی منشن کی لائبریری کے لئے دیدی ہے۔ آپ سب نے جس لگن، محنت اور صدقہ قلب سے مذکورہ انک کو اتنا نکھرا ہوا روپ دیا ہے۔ اس کے لئے آپ کی جتنی تعریف کی جائے وہ کم ہوگی۔ اردو زبان جس کا رواج اب رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔ اس رسالہ کو بہت کامیابی سے جاری رکھنا آپ کی قابلیت اور محنت کا ہی نتیجہ ہے۔ اردو زبان کے ولادہ جواب عموماً بڑھاپے کی منزل میں سے گزر رہے ہیں۔ آپ کے اس رسالہ کا کس گرجو ششی سے استقبال کرتے ہوں گے۔ اور اس سے ان کو کس قدر خوشی اور اطمینان کا احساس ہوتا ہوگا۔

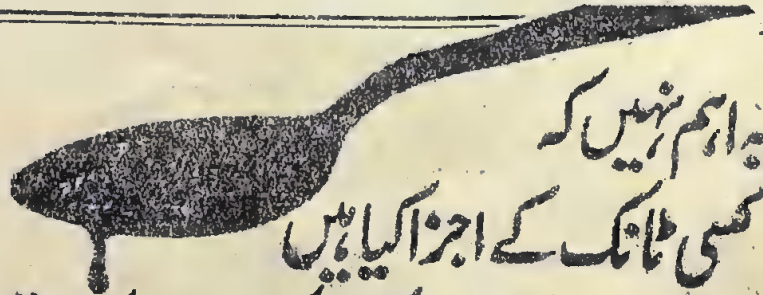
اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ آپ کی یہ خدمت ہندو دھرم کے بندھانتوں بہار سے دھرم شاستروں میں دیئے گئے خزانہ کو بنا سنوار کر عام جنتا کے فائدہ کے لئے اُن تک پہنچانے میں بہت حد تک کامیاب ثابت ہو رہی ہے۔ جھگو ان آپ کو معجزہ بران پر یوار ہر طرح سے خوش و خرم رکھیں اور ہم سب آپ کی ادارت سے کی جا رہی اس سیرا سے دیر تک مستفید ہوتے رہیں۔ یہ ہم سب کی دلی خواہش ہے۔ مذکورہ آٹک کے لئے تہنائی کر کے ہماری مبارک باد قبول فرمائیں۔

بھارت ہندو شرمائی بی۔ ایس۔ بی۔ ٹی  
سیکرٹری سوامی رام تیرتھ مشن نئی دہلی ۱۱۰۰۸۱

کر مفراتی موری بندہ نندہ صاحب منسکار

مرسلہ شانتی انک بابت ماہ جنوری فروری ۱۹۷۸ء موصول ہو کر باعث مسرت ہوا۔ واقعی شانتی انک شانتی کا سمندر ہے جس سے جگیا سنو دلی شانتی پاسکیں گے۔ جس ترتیب سے شانتی انک تکمیل پایا ہے۔ تعریف سے بے نیاز ہے۔ محرم مضمون نگار حضرات نے نہایت محنت اور محالفتانی سے شانتی انک کو صحیح معنوں میں شانتی ساگر بنانے کے لئے سعی فرمائی ہے۔ باعث صد مبارک ہے۔ جھگو ان جملہ مضامین نگاران کو صحت اور عرو دراز عطا فرما کر اسی طرح مشعل راہ ہدایت بنائے رکھیں۔ اور آپ کو ان قیمتی مضامین کی ترتیب دینے رہنے کے لئے مدت دراز تک تندرستی کی نعمت عطا فرمائیں۔

خیر انیش حکیم جانن رام شرما وفا پیالہ ۲۶/۷/۷۸



یہ اہم نہیں کہ  
کسی ٹانگ کے اجزا کیا ہیں  
اہم بات یہ ہے کہ آپ کے جسم کو اس سے کیا ملتا ہے؟

ہماری مندرجہ ذیل مصنوعات معدنی اجزاء کے ساتھ ہی جو درجہ ذیل برائیاں  
عام کر شامل ہیں، جیسے جسم کی طاقت، ہر کام کو کرنے  
اور جسم کی مدد سے آپ کا جسم سٹکارا میں شامل دماغی دھڑک  
بہت تیزی سے چلتا ہے، اس کی غذا میں غذائی مواد  
جس سے جسم کو بہت جلد رفت حاصل ہوتا ہے۔

تندر  
سٹکارا

وہ منور قوتی جیسے ہر  
جو جسم میں سٹکارا بہرے  
بہرے ہر کام



آپ کے جسم کو  
سٹکارا بہت کچھ دیتا ہے



شراب نے کئی گھر اُجاڑے ہیں

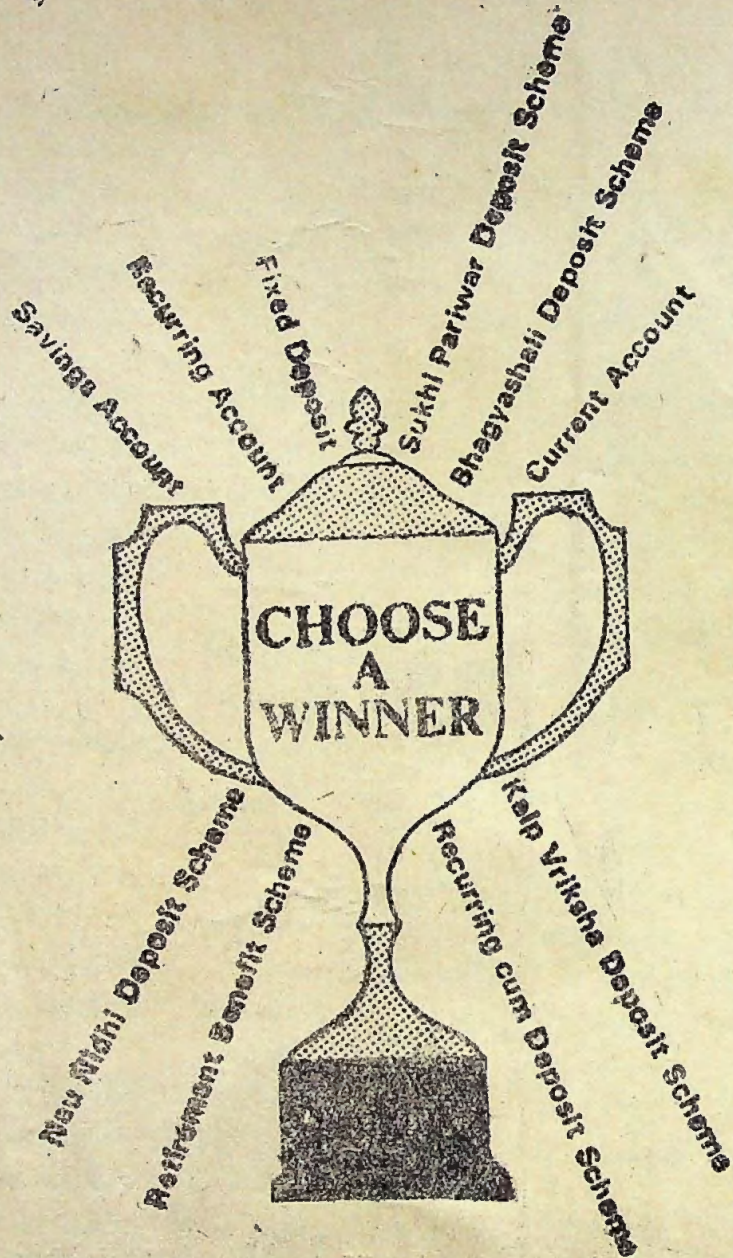
اپنے گنہ

کی خوشحالی

کے لئے

اس سے بچئے





PSB Financial Group Ltd. (Punjab & Sind Bank Ltd.)

**THE PUNJAB & SIND BANK LTD.**

Chairman: Indarjit Singh

ASP:PSB/23-27A



# ہمارے کتابیں

**موقع اقبال** (ملک نامہ آزادان)  
قیمت: پچاس روپے  
(علامہ اقبال کی زندگی کے اہم واقعات،  
حجرت و نسب، نامور نایاب تصاویر اور تحریریں  
کا مجموعہ)

**سر سید احمد خاں** (دہلی ضلعی مکتبہ)  
قیمت: پانچ روپے  
لہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی، تعلیمی اور  
ثقافتی زندگی پر سر سید اور ان کے رفقاء کے  
کارناموں کا زبردست اثر ہے۔ یہ پروفیسر  
نظامی نے بڑے علم و انداز میں ان کی شخصیت  
اور کارناموں کا جائزہ لیا ہے۔

**ہندوستانی تہذیب کا اسلامی پس منظر**  
(ڈاکٹر محمد عمر) قیمت: بیس روپے  
(ڈاکٹر تارا چند نے اپنی مشہور تصنیف میں  
ہندوستانی تہذیب پر مسلمانوں کے اثرات  
کا جائزہ لیا تھا۔ ڈاکٹر محمد عمر نے اپنی اس  
محققانہ کاوش میں دکھایا ہے کہ ہندوستانی  
تہذیب مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبے میں  
مرآتیت کرتے ہوئے ہے۔)

**ہم ایک ہیں** (عرش مسلمان)  
قیمت: دس روپے  
(ہندوستان مختلف مذاہب و عقیدوں  
اور طور طریقوں کا ملک ہے۔ سارے لوگوں کو اسی

اختلاف سے زرب و زینت حاصل ہے۔ ہر رنگ  
و رنگ کے یہ کھولیں ایک گلاب سے ہیں بندھے ہوئے  
ہیں اور ہمارے قومی زندگی کو تاب و توانائی  
بخشتے ہیں۔)

**ابوالکلام آزاد** (عرش مسلمان)  
قیمت: پانچ روپے  
(ابوالکلام آزاد جدید ہندوستان کے  
مہر و مرہون ہیں۔ مدد و ہمدردی کی کوئی بھی  
تاریخ مولانا آزاد کی خدمات کے اعتراف کے  
بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔)

**روحِ شہنشاہ** (مشہور حسین)  
قیمت: ایک روپے  
(سماجی مصلحتیں، مذہبی رہنماؤں اور  
سماجی قائدین کے سماجی فائدے جو آسان زبان  
میں ہائی اسکولوں کے طلباء کے لئے لکھے گئے  
ہیں۔)

**ہندوستان** (مشہور حسین)  
قیمت: دس روپے  
(اس باقصور کتاب میں ساہو اور پہل  
زبان میں پورے ہندوستان کی تہذیب و  
تمدن کے ساتھ ساتھ تاریخی، معاشرتی اور  
سماجی حالت سے آگاہ کیا گیا ہے۔ اور انھیں  
بڑے دلچسپ انداز میں یہ بتایا گیا ہے کہ  
اس ملک کی دنیا میں کیا اہمیت ہے۔  
عمدہ کتابت و طباعت اور رٹیلیس

تصاویر پر مشتمل یہ ایک ایسی کتاب ہے  
جسے بچوں کے لئے ضرور خریدنا چاہیے۔)

**جواہر لال نہرو کی کہانی**

**تصویروں کی زبانی**

قیمت: تین روپے پچاس پیسے  
(محبوب رہنما اور ہندوستان کے پہلے  
وزیر اعظم شری جواہر لال نہرو کی زندگی کے  
دلچسپ واقعات ان کی تصویروں میں  
پتھر اور مطالب طوں کے لئے ایک عمدہ تحریر)

**پھولوں اور سبز لوں کو محفوظ رکھنے**  
کے طریقے

قیمت: دو روپے پچاس پیسے  
(گولڈ میڈل اور فیوچر کے نام، جیلی، مرچ،  
ٹریڈ، چٹنی اور اچار وغیرہ بنانے کے متعدد  
طریقے تصویروں کے ذریعے بتائے گئے ہیں  
جن سے بڑی آسانی سے آپ گھر بیٹھے اپنی  
من پسند چیز بناسکتے ہیں۔)

**آج کل کے مسلمان خدیووں کو**  
بیس فیصد کی رعایت۔ محصول ٹیک  
ہمارے ذمے۔

اگر روپے سے کم قیمت کی کتابیں خریدیں تو سب سے پہلے اس سے

ملے گا۔ بزنس مینجری بلی کیشنز ڈوشین، پٹیلہ ہاؤس، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱







MARCH: 1978

Regd. No. of the Newspaper R.N.660/57

Monthly 'OM' Delhi

P.O. Regd.No.D(D)-68

Vol.46

# ADD SPICE & FUN TO WEDDINGS & PARTIES



with

## MDH

## KITCHEN KING



M.D.H. KITCHEN KING is a complete masala for all vegetarian and non-vegetarian dishes. Add salt to taste and enjoy a delicious dish every time



*Our other popular products :*

Deggi Mirch, Chana Masala, Chat Masala, Jal Jeera etc.

### MAHASHIAN DI HATTI (P) LTD.

9/44, INDUSTRIAL AREA, KIRTI NAGAR, NEW DELHI-110015 | PHONE 585122

Chief Stockists : Roopak Stores, Aimalkhan Road, New Delhi. 5 Phone : 562569

Stockists : Kishan Chand Suraj Parkash, Khari Baoli, Delhi. 6 Phone : 522217